عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

قیمت: ۱۰ روپے

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۷ تا ۱۳ ؍ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ ؍ فروری ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۷

گلشنِ خطابت کے دو پھول

شمائل و خصائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

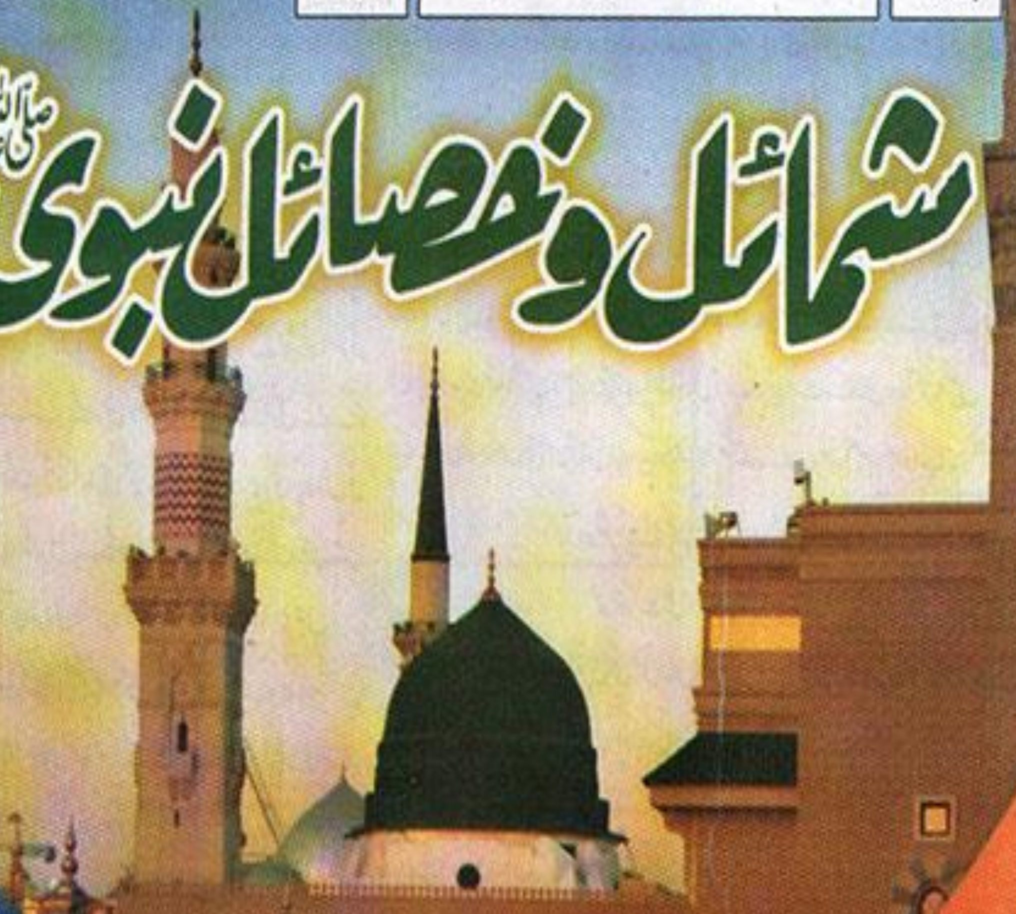

یورپ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں

نام نہاد اسکالر کا "پتہ" اور دوپٹہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

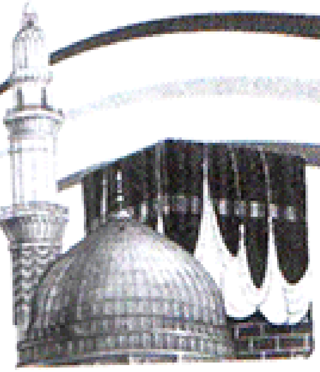

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

لے پالک بیٹا حقیقی اولاد کی طرح وارث نہیں ہوتا

س:......۱۲؍دسمبر ۱۹۸۷ء کو اپنے گاؤں لساں ٹھکرال میں پیدا ہوا، دوران پیدائش میری والدہ صاحبہ کا رضائے الٰہی سے انتقال ہوگیا اور ہم جڑواں بھائی پیدا ہوئے۔ والدہ صاحبہ کی وفات کے سات دن بعد ہمارے والد صاحب کی بڑی بہن ہمارے گاؤں پہنچ گئی اور انہوں نے میرے والد صاحب سے گزارش کی کہ ایک بچہ ہمیں عنایت کردیں، اس وقت میری عمر سات دن تھی جس وقت میری پھوپھی صاحبہ نے مجھے لینے کی گزارش کی اور میرے والد صاحب نے انہیں انکار کردیا۔ یہ الفاظ اس دوران میرے والد صاحب نے کہے: ''میں اپنے دونوں بچوں کو ان شاء اللہ! سنبھال لوں گا'' مگر میری پھوپھی کے بہت اصرار کرنے پر پھر میرے والد صاحب نے مجھے ان کو اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہمیشہ کے لئے دے دیا، پھر وہ لوگ مجھے کراچی شہر لے آئے اور میری پرورش کی اور مجھے میٹرک تک تعلیم دلوائی، پھر اس کے بعد مجھے ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں سیکورٹی گارڈ کی حیثیت سے نوکری مل گئی، جس میں میری ماہانہ تنخواہ ستائیس ہزار چھ سو روپے تھی جو کہ میں وہ تنخواہ ہر مہینے اپنی پھوپھی کے ہاتھوں میں دیتا تھا، جس کو میری پھوپھی اور اس کا بڑا بیٹا استعمال کیا کرتے تھے، پھر ان لوگوں نے میری شادی کروائی، شادی کے کچھ وقت بعد میری نوکری چھوٹ گئی اور پھر ان لوگوں نے مجھے گھر سے بھی نکال دیا، میں نے ان لوگوں کو آٹھ سال محنت کرکے کما کر دیا، اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ان لوگوں نے مجھے کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں دیا اور ان لوگوں نے نہ کوئی میری مالی مدد کی۔ کیا شریعت کے مطابق میرا حق ان کے ورثے میں ہے یا نہیں؟

ج:...واضح رہے کہ لے پالک بیٹا یا بیٹی کو زمانہ رضاعت میں دودھ پلاکر محرم بنالیا جائے تو اس طرح رضاعی بیٹا یا بیٹی تو بن جاتے ہیں اور محرم بن کر پردہ وغیرہ کے مسائل بھی ختم ہوجاتے ہیں، مگر وہ حقیقی اولاد کی طرح وارث نہیں بنتے۔ شرعاً وہ اب بھی اپنے حقیقی ماں باپ کے ہی وارث ہوں گے۔ ہاں آپ ان کے لئے اپنے مال کے ایک تہائی حصہ میں وصیت کرسکتے ہیں، دیگر ورثا موجود ہوں اور اگر آپ کا کوئی بھی وارث نہ ہو تو ایسی صورت میں کل مال کی وصیت بھی کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا صورت مسؤلہ میں آپ اپنی پھوپھی کے حقیقی وارث تو نہیں ہیں، اس لئے ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ میں سے آپ کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ ہاں اگر انہوں نے آپ کے لئے ایک تہائی مال میں وصیت کی تو وہ نافذ العمل ہوگی۔ ترکہ کی تقسیم سے پہلے وہ آپ کو دیا جائے گا، اس کے بعد باقی کا ترکہ ان کے حقیقی بیٹی یا بیٹے کا ہوگا۔ آپ ان کے ساتھ جو مالی تعاون کرتے رہے ہیں یہ ان پر احسان تھا، جس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ آپ کو قیامت کے دن عطا فرمائیں گے۔ لیکن شرعاً ان کا نان نفقہ آپ کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دودھ شریک بھانجی سے نکاح

محمد شوکت علی اسلام آباد

س:......میں نے اپنی سگی نانی اماں کا دودھ پیا ہے چھوٹی خالہ کے ساتھ جس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال تھی اور میری ایک سال میری والدہ کے کہنے کے مطابق میں نے نانی اماں کا دودھ پیا ہے اب میری عمر ۱۹ سال کے لگ بھگ ہے اب میں قرآن وسنت کی روشنی میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس خالہ کے علاوہ (جس کے ساتھ دودھ پیا ہے) دوسری خالاؤں کے گھر سے میری شادی ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟

ج:......آپ کا نکاح کسی بھی خالہ کی بیٹی سے نہیں ہوسکتا' کیونکہ آپ نانی کا دودھ پینے سے اپنی تمام خالاؤں کے رضاعی اور دودھ شریک بھائی بن گئے اور ان کی بیٹیاں آپ کی دودھ شریک بھانجیاں بن گئیں اور جس طرح حقیقی بھانجیوں سے نکاح حرام ہے' اسی طرح دودھ شریک بھانجیوں سے بھی نکاح حرام ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

عالمی مجلس

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۷ تا ۱۳ ربجادی الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ فروری ۲۰۱۶ء — شمارہ:۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

گلشن خطابت کے دو پھول	۴	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
شمائل و خصائل نبوی ﷺ	۶	مولانا سید محمد رابع حسن ندوی
فضائل مدینہ منورہ (۲)	۱۰	مولانا مفتی محمد زاہد
نام نہاد اسکالر کا ''پنڈ'' اور دوپٹہ	۱۳	طیبہ ضیاء چیمہ، نیویارک
گھریلو جھگڑے	۱۵	مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ
مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تبلیغی مصروفیات	۱۸	ادارہ
حاجی اشتیاق احمد کے ناول	۱۹	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
یورپ میں قادیانیوں کی سرگرمیاں	۲۰	احمد نجیب زادے
خبروں پر ایک نظر	۲۱	ادارہ
جاوید احمد غامدی... سیاق وسباق کے آئینہ میں (۲۰)	۱۳	مولانا فضل محمد مدظلہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35.Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

گلشن خطابت کے دو پھول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفی

سال گزشتہ کے آخری دن اور حالیہ سال کے پہلے ماہ دو بزرگ ساتھیوں کا وصال ہوا۔ ان میں ایک مولانا سیّد مسعود الحسن بخاریؒ تھے۔ دوسرے مولانا علی محمد صدیقیؒ ان دونوں کے جستہ جستہ حالات پر نظر ڈالیں۔

مولانا سیّد مسعود الحسن بخاریؒ:

۳۱؍دسمبر ۲۰۱۶ء بروز جمعرات صبح حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا مسعود الحسن بخاری ۱۹۲۸ء میں ضلع ہوشیار میں پیدا ہوئے۔ اسکول کی تعلیم وہاں حاصل کی۔ پاکستان بننے کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان میں پڑھنا شروع کیا۔ ۱۹۵۸ء میں مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا محمد شریف کشمیریؒ، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ ایسے حضرات سے دورہ حدیث کی تعلیم حاصل کر کے فارغ التحصیل ہوئے۔ مولانا عبدالمجید انور شیخ الحدیث علوم شرعیہ (ساہیوال)، مولانا نذیر احمدؒ بانی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ (فیصل آباد) کے آپ ساتھی تھے۔ مولانا مسعود الحسن صاحب کے والد گرامی محکمہ تعلیم میں افسر تھے۔ آپ بھی فراغت کے بعد کمالیہ کے گورنمنٹ سکول میں ٹیچر لگ گئے۔ ایک دن والد گرامی نے کہا کہ بیٹا آپ کو ٹیچر بننے کے لئے میں نے دین نہیں پڑھایا تھا۔ ان کی بات ایسے نشانہ پر لگی کہ آپ نے سکول سے استعفاء دیا اور بلقیسہ مسجد حویلی لکھا آ گئے۔ یہ ۱۹۶۴ء کی بات ہے۔

فقیر راقم ایک دن ان کے ہاں دعوت پر مسجد بلقیسہ میں بیان کے لئے حاضر ہوا۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال بھی ہمراہ تھے۔ تو مولانا مسعود الحسن نے دستر خوان پر اپنے حویلی لکھا آنے کا واقعہ بیان فرمایا کہ مجھے دینی ادارہ میں کام کرنے کے لئے جگہ کی تلاش تھی۔ میرے بھائی مولانا سید محمود شاہ بخاری شاہی مسجد دیپالپور میں تھے۔ بلقیسہ مسجد کچی تھی اور بن رہی تھی۔ میں شام کو یہاں آیا۔ رات مسجد میں قیام کیا۔ صبح نماز کے لئے اٹھا تو مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ وضو فرما رہے تھے۔ اچانک ایک دوسرے کو ملے تو تعجب ہوا۔

حضرت جالندھری نے فرمایا کہ قریب کے فلاں گاؤں میں جلسہ تھا۔ جلسہ کے بعد جو ٹرین پکڑنا تھی وہ دس منٹ پہلے چھوٹ گئی تو رات گزارنے کے لئے یہاں آ گیا۔ ابھی نماز کے بعد بس سے سفر کرنا ہے۔ مولانا مسعود الحسن نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا کہ مجھے جگہ کی تلاش ہے۔ اس مسجد کی تعمیر کا سنا تو چلا آیا۔ شام کو آیا ہوں رات گزاری ہے۔ آج نماز کے بعد مسجد کی انتظامیہ سے ملوں گا۔ حضرت جالندھری نے فرمایا: شاہ صاحب! یہ بلقیسہ مسجد اپنے مسلک کے دوستوں کی پہلی مسجد ہے۔ کچی ہے اور ابھی تعمیر بھی مکمل نہیں ہوئی۔ قرب و جوار قادیانیوں کا زمیندارہ اور اثر و رسوخ ہے۔ ممکن ہے کہ مسجد کے حالات ایسے ہوں کہ آپ کو وہ معقول تنخواہ نہ دے سکیں۔ لیکن تبلیغ کے نکتہ نظر سے محل وقوع اور ضرورت ایسی ہے کہ آپ ہر طرف سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھروسے گھوڑے بیچ کر یہاں ڈیرہ لگا دیں۔ تنخواہ کی فکر نہ کریں۔ جب تک کوئی انتظام نہیں ہوتا وہ میرے ذمہ۔ ہر ماہ آپ کو منی آرڈر آ جائے گا۔

چنانچہ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے حکم و مشورہ پر مولانا سیّد مسعود الحسن نے یہاں ایسے ڈیرہ لگایا کہ اب جنازہ بھی یہاں سے اٹھا ہے۔ فرماتے تھے سالہا سال حضرت جالندھری تنخواہ بھجواتے رہے۔ جب مسجد کی تعمیر ہوگئی، میری خطابت سے ماحول بھی بن گیا۔ مسجد کی خاصی آمدنی ہونے لگی۔ دوستوں نے میری

تنخواہ مقرر کردی تو حضرت جالندھری کو خط لکھا کہ اب آپ رقم نہ بھجوایا کریں۔ یہ واقعہ سنا کر مولانا سید مسعود الحسن بخاری پر گریہ طاری ہوگیا کہ ہمارے اکابر اس طرح دوررس نگاہ رکھتے تھے کہ جہاں سے گزرتے دینی ضرورتوں اور مصلحتوں کو پورا کرتے جاتے تھے۔ مولانا مسعود الحسن نے فرمایا کہ بلقیہ مسجد حویلی میں اپنے مسلک کی پہلی مسجد تھی۔ پھر ماحول بنا۔ اب یہاں اپنی مساجد ومدارس کی بہار ہے۔ یہ سب حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کی دور اندیش سوچ کا صدقہ ہے اور آں مرحوم کے لئے صدقہ جاریہ۔ مولانا سید مسعود الحسن بخاری خوب بہادر انسان تھے۔ محنتی تھے۔ حق بات ڈنکے کی چوٹ کہنے کے خوگر تھے۔ رہے اور بڑی شان کے ساتھ رہے۔ ایک وقت آپ کی علاقہ بھر میں اتنی بھرپور گرفت تھی کہ چاروں جانب آپ کا طوطی بولتا تھا۔ آپ نے مدرسہ بھی قائم کیا۔ مسجد ومدرسہ آج آباد ہیں جب کہ ان کے بانی اور انہیں عروج پر پہنچانے والے عدم آباد چلے گئے۔ جہاں ہم سب کو جانا ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

مولانا علی محمد صدیقیؒ کی رحلت:

۱۲رجنوری ۲۰۱۶ء منگل رات ۱۱بجے دل کا دورہ پڑنے سے انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا علی محمد صدیقی کے والد گرامی حاجی قادر بخش تھے جو قوم پرہار، سے تعلق رکھتے تھے۔ پرہار بستی راجن پور کے قریب جانب غرب واقع ہے۔ یہاں مولانا علی محمد صاحب ۱۹۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ راجن پور میں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں داخلہ لیا۔ جہاں قاری سیف الرحمن سے قرآن مجید حفظ کیا۔ یہ مدرسہ مفسر قرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی کا قائم کردہ تھا۔ مولانا عبدالعزیز ایک ثقہ عالم تھے۔ قرآن مجید کی تفسیر پر آپ کو رسوخ حاصل تھا۔ خوب ترنم سے تقریر کرتے تھے اور سماں باندھ دیتے تھے۔ مولانا علی محمد صاحب نے آپ سے ترجمہ وتفسیر بھی پڑھا۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں پڑھتے رہے۔ اس دوران آپ نے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کے پاس بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ مولانا علی محمد صاحب نے دورۂ حدیث جامعہ مخزن العلوم خانپور سے کیا۔ شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم تونسوی (فاضل دیوبند) اور جامع المعقول والمنقول مولانا واحد بخش صاحب (فاضل دیوبند) کوٹ مٹھن والوں سے حدیث شریف پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے۔ یاد رہے کہ مولانا محمد ابراہیم حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اور مولانا واحد بخش صاحب مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ فراغت کے بعد ۱۹۷۰ء کے آس پاس مولانا علی محمد صدیقی اور مولانا عبدالخالق رحمانی نے مرکز العلوم مسافر خانہ راجن پور میں تعلیمی، تدریسی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ قرآن مجید کے حفظ اور درس نظامی کی ابتدائی کتب کی تعلیم کا اجراء کیا گیا۔ دو سال بعد مولانا علی محمد صاحب نے ۱۹۷۲ء میں جامع مسجد کینال کالونی راجن پور میں مدرسہ اشرف المدارس حنفیہ کا اجراء کیا اور پھر زندگی کے آخری سانس تک مدرسہ کا اہتمام اور مسجد کی خطابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

مولانا علی محمد صدیقی خاندانی طور پر زمیندار تھے۔ خاصی زمین رکھتے تھے۔ اپنی وضع قطع، قد وکاٹھ، علمی وجاہت اور زمیندارہ وقار کے باعث سرکاری افسران کے حلقہ میں مقبول ہونے لگے۔ مربوط گفتگو کے بادشاہ تھے۔ تلخ سے تلخ حقیقت کو رسیلی اور میٹھی گفتگو میں ایسا بیان کرنے کے ماہر تھے کہ مشکل سے مشکل مرحلہ کو بھی چٹکیوں میں حل کرالیتے تھے۔ آپ کی گفتگو کو ہر آدمی وقعت دیتا تھا۔ اس سے آپ کی ہر دلعزیزی اور مقبولیت عامہ میں اضافہ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رائے کو احترام کا مقام حاصل تھا۔ چنانچہ ضلعی انتظامیہ کی طرف سے سفیر امن، ہمدرد قوم ووطن کے اعزازات نے آپ سے عزت حاصل کی۔ ڈسٹرکٹ مصالحتی کمیٹی اور ڈویژنل امن کمیٹی کے آپ چیئرمین تھے۔ حق کا ساتھ دینا ہمیشہ حق وسچ کی بات احسن انداز میں پیش کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔

آپ کے استاذ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ جمعیت علماء اسلام کے امیر اور ناظم عمومی تھے۔ اس لئے آپ عمر بھر جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہمیشہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے خدمات سرانجام دیں۔ چنانچہ وصال کے وقت بھی آپ عالمی مجلس راجن پور کے امیر کے عہدہ پر فائز تھے۔ مولانا علی محمد صاحب ہمیشہ غریب دوستوں، اور علاقہ کے عوام کی خدمت اور مدد میں کوشاں رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا جنازہ راجن پور کی تاریخ کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے پڑھایا۔ حق تعالیٰ مغفرت کرے۔ خوب آزاد مرد تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

شمائل وخصائل نبوی ﷺ

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اصلاح کے لئے کسی کو نبی کی حیثیت سے مبعوث فرماتا ہے تو قوم کے ایسے شخص کو انتخاب فرماتا ہے جو فہم وفراست، سیرت وکردار اور حوصلہ وہمت کے لحاظ سے سب میں ممتاز ہوتا ہے اور یہ امتیاز دراصل خدا کا ہی عطا کردہ ہوتا ہے تاکہ وہ اصلاح وارشاد کے مفوضہ کام کو انجام دے سکے، اس کے لئے اس کو آسمانی احکام دیے جاتے ہیں، انہی کے مطابق وہ اپنی قوم کو رشد وہدایت کی طرف بلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو منصب نبوت کے ملنے سے پہلے اس کی زندگی کی جو مدت گزرتی ہے اس میں اس کے رب کی طرف سے انسانی خوبیاں انسانی فطرت کے دائرہ میں رکھی گئی ہوتی ہیں اور وہ اعلیٰ خصوصیات ہوتی ہیں، ان خصوصیات کو ان کی قوم دیکھتی اور پسند کرتی ہے اور قوم کے اندر رہنے کی وجہ سے قوم اس کی اعلیٰ اور نیک انسانی خصلتوں سے واقف ہو چکی ہوتی ہے۔

لہٰذا جب وہ نبوت ملنے پر رشد وہدایت کی دعوت دیتا ہے تو اس کی دعوت کو اس کی قوم کے ضدی اور نفس پرست افراد صرف یہ کہہ کر رد کر دیا کرتے ہیں کہ یہ شخص اب ایسی باتیں کرنے لگا ہے جو ہمارے بڑوں نے نہیں کیں، یہ ہمارے بڑوں کے طریقہ سے ہٹ گیا ہے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ وہ اس کی نیک اور انسانی خصلتوں سے انکار نہیں کر پاتے، لہٰذا وہ لوگ اپنی ان مذہبی عادات واطوار کو جن کو اپنی پیدائش کے وقت سے اختیار کیے ہوتے محض تعصب اور ہٹ دھرمی میں ان عادات واطوار کے خلاف کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اسی کے ساتھ وہ نبی کی اخلاقی اور انسانی خصوصیات سے انکار بھی نہیں کرتے۔ نبی ان سے کہتا کہ بھائی! تم ہم کو اچھی طرح جانتے ہو، کتنے عرصہ سے تم مجھ کو دیکھ رہے ہو اور میرا تجربہ کر رہے ہو، پھر بھی میری بات کی طرف دھیان نہیں دیتے، اسی کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے:

”فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون۔“ (یونس:۱۶)

ترجمہ: ”میں نے تم میں اس سے پہلے ایک عمر گزاری ہے، تعجب ہے تب بھی تم نہیں سمجھتے۔“

نیک نیتی، شرافت، عزم و ہمت، صبر و استقامت، حسن معاملہ، ہمدردی و اخلاق نبی کی وہ خصوصیات ہیں جن کو جو بھی ذرا غیر جانبدار ہو کر ان کی بات سنتا تو ماننے پر مجبور ہو جاتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معاملہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس سال ان میں محبوب اور پسندیدہ رہے تھے، اس کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے غلط رواج اور بگڑے ہوئے مذہب سے روکنے اور اچھے اخلاق اور مذہب کی طرف دعوت دینے لگے تو وہ سب ان سے ناراض ہوئے، لیکن اس بات سے شدید مذہبی دشمنی رکھنے کے باوجود بھی ان میں سے کچھ نہ کچھ لوگ ان کی بات پر غور کرتے اور آپ کی دعوت قبول کرتے، کیونکہ آپ کی انسانی ہمدردی، سچائی اور پاک دامنی اور حسن کردار سے خوب واقف تھے، لہٰذا جو شخص بھی خالی الذہن ہو کر آپ کی بات سنتا آپ کا گرویدہ ہو جاتا، حتیٰ کہ آپ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے آنے والا بھی آتا، آپ کے حسن معاملہ کو دیکھتا تو اس میں اچانک تبدیلی آ جاتی پھر بھی قوم کی بڑی تعداد آپ کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتی تھی، اپنے کانوں میں روئی ڈال لیتے کہ نہ سنیں گے اور پھر آپ کو اس پیغام سے روکنے کے لئے سخت رویہ اختیار کرتے اور ظلم کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب نبوت کی ذمہ داری پڑی تو آپ نے اس کی گرانباری محسوس کرتے ہوئے فکرمندی کا اظہار اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر تسلی دی اور اطمینان دلایا کہ: ”آپ پریشان نہ ہوں، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ذلیل ورسوا نہ کرے گا، آپ صلہ رحمی اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ کرتے ہیں، دوسروں کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں، محتاجوں کے کام آتے ہیں، مہمان کی ضیافت اور خاطر مدارات کرتے ہیں، راہ حق کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔“

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہ بات عقل سلیم اور فطرت صحیحہ نیز اپنی زندگی کے تجربوں اور لوگوں سے واقفیت کی بنیاد پر کہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی نیک خصلتوں اور سچائی اور امانت شعاری کے کردار کی بنا پر ”الصادق الامین“ کا قوم کی طرف سے خطاب ملا تھا کہ آپ نہایت سچے اور نہایت امانتدار تھے، چنانچہ باوجود آپ سے عداوت رکھنے کے آپ کی دیگر بات کا سب اعتبار بھی کرتے تھے اور آپ کے پاس امانتیں رکھاتے تھے، آپ بھی تعاون وہمدردی کے موقعوں پر سب کا خیال رکھتے تھے، حتیٰ کہ کعبہ کی تعمیر جدید کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سب کے ساتھ مل کر پتھر اٹھائے اور کسی

اچھے مقصد کے لئے مشورہ ہوتا تو اس میں شریک ہوتے، کسی کو مصیبت وافتاد پڑتی تو مدد کرتے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص جس سے ابوجہل نے اونٹ خریدے تھے اور اس کی قیمت ادا کرنے میں بہت ٹال مٹول کا رویہ اختیار کر رکھا تھا جب بھی وہ قیمت لینے آتا تو اس کو وہ ٹال جاتا، قریش کے نوجوانوں کی ایک نشست میں اس نے یہ بات رکھی، لوگوں کو مذاق سوجھا کہ ابوجہل کا معاملہ ہے وہ آپ کا بہت دشمن بنا ہوا ہے، آپ کو اس سے بھڑا دیا جائے اور تماشا دیکھا جائے، اس شخص سے کہا کہ فلاں صاحب جو سامنے بیٹھے ہیں، ان سے جا کر مدد لو، وہ شخص گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل کی بدمعاملگی کا شکوہ کیا اور مدد چاہی، آپ کے لئے اگرچہ یہ بات دشوار تھی کہ ابوجہل سے جا کر فریاد کریں یا فرمائش کریں کہ اس کی قیمت ادا کردے، مگر آپ نے اس کی ہمدردی کے جذبہ کے تحت خطرہ کی پروا نہیں کی اور اس سے کہا کہ چلو ہم تمہارے لئے کوشش کرتے ہیں اور ابوجہل کے مکان پر دستک دی، اس کے نکلنے پر اس سے کہا کہ ان کی قیمت ادا کردو، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جرأت کا ایسا رعب بیٹھا کہ اس نے کہا کہ اچھا ادا کرتے ہیں اور گھر کے اندر جا کر قیمت لا کر ادا کردی۔ ابوجہل اس کے بعد اپنے ساتھیوں میں آیا تو ان ساتھیوں نے ابوجہل کا مذاق اڑایا اور کہا کہ تم یوں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف بہت زور دکھاتے ہو، یہاں دب گئے، اس نے اعتراف کیا کہ میں مرعوب ہوگیا اور ایسا کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح کا رویہ اپنے ذاتی فائدہ کے لئے نہیں ہوتا تھا، تکلیف اٹھاتے تھے اور انتقام لینے کا خیال بھی نہیں آتا تھا، لیکن کسی کی ضرورت پڑ جائے تو اس کی مدد کرتے تھے، سب کے ساتھ نرم رویہ رکھتے تھے، اس کا اظہار خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا گیا ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ" (آل عمران:۱۵۹)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ سخت زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہوجایا کرے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگر کسی کی ذاتی دشمنی ہوتی تو اس سے بالکل انتقامی معاملہ نہ کرتے، لیکن اصولی اور دینی مصلحت ہوتی تو پھر آپ کا رویہ سخت ہوتا، آپ کے وصف میں جو بات بیان کی گئی ہے، اس کے الفاظ یوں آئے ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے اخلاق عالیہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں:

"میں نے آپ کو کسی سے اس کی ظلم و زیادتی کا انتقام لیتے ہوئے نہیں دیکھا، جب تک معاملہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی کا نہ ہو اور اس کے حکموں کی عزت پر آنچ نہ آئے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو پامال کیا جاتا اور اس کے ناموں پر حرف آتا تو آپ اس پر ہر شخص سے زیادہ غصہ ہوتے۔"

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت رحم دل تھے، آپ کے پاس کوئی ضرورت مند آتا تو آپ اس سے وعدہ ضرور کرتے اور اگر کچھ ہوتا تو اسی وقت اس کی حاجت پوری فرماتے، ایک بار نماز کھڑی ہوچکی تھی کہ ایک اعرابی آگے بڑھا اور آپ کا کپڑا پکڑ کر کہنے لگا: میری ایک معمولی سی ضرورت باقی رہ گئی ہے، مجھے ڈر ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ تشریف لے گئے، جب اس نے اپنا کام کرلیا تو آپ واپس تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحمل، قوت برداشت، کشادہ قلبی اور صبر وعزیمت کے واقعات میں آپ کے خادم حضرت انسؓ کی وہ شہادت ہے جو انہوں نے اس سلسلہ میں دی ہے، اس وقت وہ بہت کم سن تھے، انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی، آپ نے میری کسی بات پر کبھی نہ ٹوکا اور نہ فرمایا کہ فلاں کام تم نے کیوں کیا؟ اور فلاں کام تم نے کیوں نہ کیا؟

حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اس طرح آگے بڑھ کر تعریف وتوصیف نہ کرو، جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا، میں تو صرف ایک بندہ ہوں، تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں کوئی تکلف اور عار نہ ہوتا تھا کہ آپ کسی غلام یا کسی بیوہ کے ہمراہ چلیں، یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہوجائے۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں: "مدینہ کی لونڈیوں اور باندیوں میں سے کوئی آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جو کچھ کہنا ہوتا کہتی اور جتنی دور چاہتی، لے جاتی۔"

عدی بن حاتم الطائیؓ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو اپنے گھر بلایا، باندی نے تکیہ ٹیک لگانے کے لئے پیش کیا، آپ نے اس کو اپنے اور عدی کے درمیان رکھ دیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے۔

حضرت عدیؓ کہتے ہیں: "اس سے میں سمجھ گیا

کہ آپ بادشاہ جیسے کروفر والے نہیں ہیں۔‘‘

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی عیادت فرماتے تھے، جنازہ میں شریک ہوتے تھے اور غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے۔‘‘

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ’’میں بندہ ہوں، بندہ کی طرح کھاتا ہوں اور بندہ کی طرح بیٹھتا ہوں۔‘‘

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود گھر کی صفائی فرمالیتے تھے، اونٹ کو باندھ لیتے اور اپنے جانور کو چارہ بھی دیتے، اپنے خدمت گار کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور آٹا گوندھنے میں اس کا ہاتھ بٹاتے اور بازار سے سودا بھی لے آتے۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف کریمہ کا جامع بیان:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ اوصاف کریمہ اور خصائل شریفہ کا ذکر ہند بن ابی ہالہؓ نے (جو ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے فرزند اور حضرت حسنؓ وحسینؓ کے ماموں ہیں) بہت جامع اور بلیغ انداز میں کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آخرت کی فکر میں اور امور آخرت کی سوچ میں رہتے جو عموماً تسلسل کے ساتھ قائم تھا جیسے کہ کسی وقت بھی آپ کو چین حاصل نہیں، اکثر طویل سکوت میں رہتے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے، گفتگو کا آغاز فرماتے تو دہن مبارک سے اچھی طرح الفاظ ادا فرماتے اور اچھی طرح اختتام فرماتے، آپ کی گفتگو اور بیان بہت صاف واضح اور دوٹوک ہوتا، نہ اس میں غیر ضروری طوالت ہوتی نہ زیادہ اختصار، آپ نرم مزاج و نرم گفتار تھے، درشت خو اور بے مروت نہ تھے، نہ کسی کی اہانت کرتے تھے اور نہ اپنے لئے اہانت پسند کرتے تھے، نعمت کی بڑی قدر کرتے اور اس کو بہت زیادہ جانتے، خواہ کتنی ہی قلیل ہو (کہ آسانی سے نظر بھی نہ آئے) اور اس کی برائی نہ فرماتے، کھانے پینے کی چیزوں کی نہ برائی کرتے نہ تعریف، دنیا اور دنیا سے متعلق جو چیز ہوتی، اس پر آپ کو کبھی غصہ نہ آتا، لیکن جب خدا کے کسی حق کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپؐ کے جلال کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہ سکتی تھی، یہاں تک کہ آپ اس کا بدلہ لے لیتے، آپ کو اپنی ذات کے لئے نہ غصہ آتا نہ اس کے لئے انتقام لیتے، جب اشارہ فرماتے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے، جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو پلٹ دیتے، گفتگو کرتے وقت داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے ملاتے، غصہ اور ناگواری کی بات ہوتی تو روئے انور اس طرف سے بالکل پھیر لیتے اور اعراض فرمالیتے، خوش ہوتے تو نظریں جھکا لیتے، آپ کا ہنسنا زیادہ تر تبسم تھا، جس سے صرف آپؐ کے دندان مبارک جو بارش کے اولوں کی طرح پاک وشفاف تھے، ظاہر ہوتے۔‘‘

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو فرد خاندان تھے اور جن کو علم وواقفیت کے بہترین ذرائع اور مواقع حاصل تھے اور جن کی نظر نفسیات انسانی اور اخلاق کی باریکیوں پر بہت گہری تھی، قریب ترین اشخاص میں سے تھے اور اسی کے ساتھ وصف وبیان اور منظر کشی میں بھی آپ کو سب سے زیادہ قدرت تھی، آپؐ کے اخلاق عالیہ کے متعلق یہ کہتے ہیں:

’’آپ کی طبیعت ومزاج میں یہ بات تھی کہ آپ بدکلامی اور بے حیائی وبے شرمی سے دور تھے اور تکلفاً بھی ایسی کوئی بات آپ سے سرزد نہیں ہوتی تھی، بازاروں میں آپ آواز بلند نہ فرماتے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے بلکہ عفو ودرگزر کا معاملہ فرماتے، آپؐ نے کسی پر کبھی دست درازی نہ فرمائی، سوائے اس کے کہ جہاد فی سبیل اللہ کا موقع ہو، کسی خادم یا عورت پر آپؐ نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا، میں نے آپ کو کسی سے ظلم وزیادتی کا انتقام لیتے ہوئے بھی نہیں دیکھا، جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کی خلاف ورزی نہ ہو اور اس کی حرمت وناموس پر آنچ نہ آئے، ہاں! اگر اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو پامال کیا جاتا اور اس کے ناموس پر حرف آتا تو آپ اس کے لئے ہر شخص سے زیادہ غصہ ہوتے، دو چیزیں سامنے ہوتیں تو ہمیشہ آسان چیز کا آپ انتخاب فرماتے جب اپنے دولت خانہ پر تشریف لاتے تو عام انسانوں کی طرح نظر آتے، اپنے کپڑوں کو صاف کرتے، بکری کا دودھ دوہتے اور اپنی سب ضرورتیں خود انجام دیتے۔ اپنی زبان مبارک محفوظ رکھتے اور صرف اسی چیز کے لئے کھولتے، جس سے آپ کو کچھ سروکار ہوتا، لوگوں کی دلداری فرماتے اور ان کو متنفر نہ کرتے، کسی قوم و برادری کا معزز شخص آتا تو اس کے ساتھ اکرام و اعزاز کا معاملہ فرماتے اور اس کو اچھے اور اعلیٰ عہدہ پر مقرر کرتے، لوگوں کے بارے میں محتاط تبصرہ کرتے، بغیر اس کے کہ اپنی بشاشت اور اخلاق سے ان کو محروم فرمائیں اپنے اصحاب کے حالات کی برابر خبر رکھتے، لوگوں سے لوگوں کے معاملات کے بارے میں دریافت کرتے رہتے۔ اچھی بات کی اچھائی بیان کرتے اور اس کو قوت پہنچاتے، بری بات کی برائی کرتے اور اس کو کمزور کرتے، آپ کا معاملہ معتدل اور یکساں تھا، اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا تھا، آپ کسی بات سے غفلت نہ فرماتے تھے، یہ اس احتیاط میں کرتے کہ کہیں دوسرے لوگ بھی غافل نہ ہونے لگیں اور اکتا

جائیں، ہر حال اور ہر موقع کے لئے آپ کے پاس اس حال کے مطابق ضروری سامان تھا، حق کے معاملہ میں نہ کمی فرماتے نہ حد سے آگے بڑھتے، آپ کے قریب جو لوگ رہتے تھے وہ سب سے اچھے اور منتخب افراد قوم ہوتے تھے، آپ کی نگاہ میں سب سے زیادہ افضل وہ تھا جس کی خیر خواہی اور اخلاق عام ہو، سب سے زیادہ قدر و منزلت اس کی تھی جو غمخواری و ہمدردی اور دوسروں کی مدد اور معاونت میں سب سے آگے ہو، کھڑے ہوتے تو خدا کا ذکر کرتے اور بیٹھتے تو خدا کا ذکر کرتے، جب کہیں تشریف لے جاتے تو وہاں بیٹھنے والے جہاں تک بیٹھے ہوتے وہیں بیٹھ جاتے اندر نہیں گھستے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے اپنے حاضرین مجلس اور ہم نشینوں میں ہر شخص کو (اپنی توجہ اور التفات) میں پورا حصہ دیتے، آپ کا شریک مجلس یہ سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر آپ کی نگاہ میں کوئی اور نہیں ہے، اگر کوئی شخص آپ کو کسی غرض سے بٹھا لیتا یا کسی ضرورت میں آپ سے گفتگو کرتا تو نہایت صبر و سکون سے اس کی پوری بات سنتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنی بات کر کے رخصت ہوتا، اگر کوئی شخص آپ سے کچھ سوال کرتا اور کچھ مدد چاہتا تو بلا اس کی ضرورت پوری کئے واپس نہ فرماتے یا کم از کم نرم و شیریں لہجہ میں جواب دیتے، آپ کا حسن اخلاق تمام لوگوں کے لئے وسیع اور عام تھا اور آپ ان کے حق میں باپ ہو گئے تھے، تمام لوگ حق کے معاملہ میں آپ کی نظر میں برابر تھے، آپ کی مجلس علم و معرفت، حیاء و شرم، صبر و امانت داری کی مجلس تھی، نہ اس میں آوازیں بلند ہوتی تھیں، نہ کسی کے عیوب بیان کئے جاتے تھے، نہ کسی کی عزت و ناموس پر حملہ ہوتا نہ کمزوریوں کی تشہیر کی جاتی تھی، سب ایک دوسرے کے مساوی تھے اور صرف تقویٰ کے لحاظ سے ان کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہوتی تھی، اس میں لوگ بڑوں کا احترام اور چھوٹوں کے ساتھ رحمدلی و شفقت کا معاملہ کرتے تھے، حاجت مندوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے، مسافر اور نو وارد کی حفاظت کرتے اور اس کا خیال رکھتے تھے۔"

حضرت علی المرتضیٰؓ مزید فرماتے ہیں:

"آپ ہمہ وقت کشادہ رو اور انبساط و بشاشت کے ساتھ رہتے تھے، بہت نرم اخلاق اور نرم پہلو تھے، نہ سخت طبیعت کے تھے، نہ سخت بات کہنے کے عادی، نہ چلا کر بولنے والے، نہ عامیانہ اور مبتذل بات کرنے والے، نہ کسی کو عیب لگانے والے نہ تنگ دل، بخیل، جو بات آپ کو پسند نہ ہوتی اس سے تغافل فرماتے اور اس کا جواب بھی نہ دیتے، تین باتوں سے آپؐ نے اپنے آپ کو بالکل بچا رکھا تھا، ایک جھگڑا، دوسرے تکبر، تیسرے غیر ضروری اور لایعنی کام، لوگوں کو بھی تین باتوں سے آپ نے بچا رکھا تھا، نہ کسی کی برائی کرتے تھے، نہ اس کو عیب لگاتے تھے اور نہ اس کی کمزوریوں اور پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑتے تھے، صرف وہ کلام فرماتے تھے، جس پر ثواب کی امید ہوتی تھی، جب گفتگو کرتے تھے تو شرکائے مجلس ادب سے اس طرح سر جھکا لیتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان سب کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہوئی ہیں، جب آپ خاموش ہوتے تب یہ لوگ بات کرتے، آپ کے سامنے کبھی نزاع نہ کرتے، اگر آپ کی مجلس میں کوئی شخص گفتگو کرتا تو بقیہ سب لوگ خاموشی سے سنتے، یہاں تک کہ وہ اپنی بات ختم کر لیتا، آپ کے سامنے ہر شخص کی گفتگو کا وہی درجہ ہوتا جو ان کے پہلے آدمی کا ہوتا (کہ پورے اطمینان سے اپنی بات کہنے کا موقع ملتا اور اسی قدر دانی اور اطمینان کے ساتھ اسے سنا جاتا) جس بات سے سب لوگ ہنستے اس پر آپ بھی ہنستے، جس سے سب تعجب کا اظہار کرتے آپ بھی تعجب فرماتے، مسافر اور پردیسی کی بے تمیزی اور ہر طرح کے سوال کو صبر و تحمل کے ساتھ سنتے، یہاں تک کہ آپ کے اصحاب کرامؓ ایسے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے (تاکہ آپ پر کوئی بار نہ ہو) آپ فرماتے تھے کہ: "تم کسی حاجت مند کو پاؤ تو اس کی مدد کرو۔" آپ مدح و تعریف اسی شخص کی قبول فرماتے جو حد اعتدال میں رہتا، کسی کی گفتگو کے دوران کلام نہ فرماتے اور اس کی بات بھی نہ کاٹتے، ہاں اگر وہ حد سے بڑھنے لگتا تو اس کو منع فرما دیتے یا مجلس سے خود اٹھ جاتے اور اسی طرح اس کی بات قطع فرما دیتے۔

آپ سب سے زیادہ فراخ دل، کشادہ قلب، راست گفتار، نرم طبیعت اور معاشرت و معاملات میں نہایت درجہ کریم تھے، جو پہلی بار آپ کو دیکھتا وہ مرعوب ہو جاتا، آپ کی صحبت میں رہتا اور جان پہچان حاصل ہوتی تو آپ کا فریفتہ اور دل دادہ ہو جاتا، آپ کا ذکر خیر کرنے والا کہتا ہے کہ نہ آپ سے قبل میں نے آپ جیسا کوئی شخص دیکھا نہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو لباس جمال و کمال سے آراستہ فرمایا تھا اور آپ کو محبت و دلکشی اور رعب و ہیبت کا حسین و جمیل پیکر بنایا تھا، ہند بن ابی ہالہؓ بیان کرتے ہیں: "آپ بہت خوددار اور باوقار اور شان و شوکت کے حامل تھے اور دوسروں کی نگاہ میں بھی نہایت پُرشکوہ، آپ کا روئے انور چودھویں رات کے چاند کی طرح دمکتا تھا۔" ☆☆

فضائل مدینہ منورہ

مولانا مفتی محمد زاہد، استاذ دارالعلوم حیدرآباد دکن

قسط:۲

مدینہ منورہ کی حرمت وعظمت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو مکرم ومحترم قرار دیا ہے، حتی کہ بعض احادیث میں اس کے خاردار درختوں کے کاٹنے اور شکار کرنے سے منع کیا ہے اور بعض احادیث میں فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی کسی کو حرم نبوی میں شکار کرتا ہوا دیکھے تو اس کا سامان چھین لے، چنانچہ اسی حدیث کے پیش نظر ایک صحابی سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک غلام کو حرم نبوی میں شکار کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے کپڑے چھین لئے اس غلام کے مالکان آئے اور کپڑے مانگے تو سعد بن ابی وقاصؓ نے کپڑے نہیں دیئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنایا: ”من اخذ احد یصید فیہ فلیسلبہ“ وہ احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

الف:... ”عن علیؓ قال ماکتبنا عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إلا القرآن وما فی ہذہ الصحیفۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ حرام مابین عیر إلی ثور فمن احدث فیہا حدثا أوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین لایقبل منہ صرف ولا عدل۔“ (بخاری: ۱/۲۵۱، ۲۵۲ باب حرم المدینۃ، ابوداؤد: ۱/۲۷۸ باب تحریم المدینۃ)

ترجمہ: ”حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن اور جو کچھ اس صحیفے میں کچھ نہیں لکھا، انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، مدینہ محترم ومکرم ہے عیر اور ثور (مدینہ کی دو پہاڑیاں) کے درمیان سو جو شخص اس میں کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اس کی کوئی فرض اور نفل نماز قبول نہیں ہوگی۔“

ب:... ”عن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاہا أو یقتل صیدہا۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ باب مساحۃ حرم المدینۃ: ۷/۲۹۵)

ترجمہ: ”حضرت سعدؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: میں حرام قرار دیتا ہوں اس علاقے کو جو مدینہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے، یعنی اس بات کو کہ اس کے خاردار درختوں کو کاٹا جائے یا اس کے شکار کو قتل کیا جائے۔“

ج:... ”عن سلیمان بن ابی عبداللّٰہ قال رأیت سعد بن ابی وقاص اخذ رجلا یصید فی حرم المدینۃ الذی حرم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فسلبہ ثیابہ فجاء موالیہ فکلموہ فیہ فقال ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حرم ہذا الحرم وقال من اخذ احد یصید فیہ فلیسلبہ فلا ارد علیکم طعمۃ اطعمنیہا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ولکن ان شئتم دفعت الیکم ثمنہ۔“ (ابوداؤد باب تحریم المدینۃ: ۱/۲۷۸)

ترجمہ: ”حضرت سلیمان بن ابوعبداللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے سعد بن ابی وقاصؓ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک آدمی کو پکڑا جو حرم مدینہ میں جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے شکار کر رہا تھا تو انہوں نے اس کے کپڑے چھین لئے تو اس کے مالکان آئے اور اس کو چھوڑنے کے بارے میں گفتگو کی تو سعدؓ نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مدینہ کو محترم قرار دیا ہے اور فرمایا کہ جو کسی کو حرم مدینہ میں شکار کرتا ہوا پکڑے تو چاہئے کہ وہ اس کا سامان چھین لے، لہٰذا میں تمہیں وہ رزق نہیں لوٹاؤں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عنایت کیا ہے، البتہ اگر تم چاہو تو میں اس کی قیمت لوٹا دوں۔“

نوٹ: احادیث مذکورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم نبوی کو حرام قرار دیا ہے جس طرح کہ حرم مکی کو حرام قرار دیا ہے، لیکن ان احادیث میں حرام سے حرام شرعی مراد نہیں ہے، بلکہ حرام بمعنی معظم ومحترم ہے، اس لئے فقہاء احناف کے یہاں حرم نبوی کی خاردار گھاس اور اس کے شکار کو قتل کرنا شرعی اعتبار سے حرام نہیں ہے، البتہ مکروہ ہے، جب کہ حرم مکی کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا

ہے، اس سے حرام شرعی مراد ہے، لہٰذا حرم کی کی گھاس کو کاٹنا اور اس میں شکار کرنا شرعاً حرام ہوگا، لیکن خواہ احادیث مذکورہ میں حرام بمعنی معظم و محترم ہو یا حرام بمعنی شرعی ہو دونوں صورتوں میں حرم نبوی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے:

''کما فی حاشیة المشکاة: قال التوربشتی قوله صلی اللّٰه علیه وسلم حرمت المدینة اراد بذلک التحریم التعظیم دون ما عداه من الاحکام المتعلقة بالحرم ......قال الطیبی: المشهور من مذهب مالک والشافعی انه لاضمان فی صید المدینة وقطع شجرها بل ذلک حرام بلاضمان فقال بعض العلماء یجب الجزاء کحرم مکة وقال بعضهم لا یحرم ایضاً وهو مذهبنا انه یکره۔''

ترجمہ:''حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے: علامہ تورپشتیؒ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:''حرمت المدینة''اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تعظیم ہے نہ کہ وہ دوسرے احکام جو حرم کی سے متعلق ہیں۔علامہ طیبی نے کہا ہے کہ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ مدینہ کے شکار اور اس کے درختوں کو کاٹنے میں کوئی ضمان نہیں ہے، بلکہ وہ حرام ہے بغیر ضمان کے لازم ہوئے، بعض علماء نے کہا کہ جزاء (بدلہ) واجب ہے حرم کی کی طرح اور بعض نے کہا کہ حرام نہیں ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ (درختوں کو کاٹنا اور شکار کرنا) حرام نہیں بلکہ مکروہ ہے۔''

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مقدس بستی کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم امرت بقریة تأکل القری یقولون یثرب وهی المدینة.'' (بخاری باب فضل المدینة وانها تنفی الناس: ۱/۲۵۲، مسلم باب المدینة تنفی خبثها وبسمی طابة وطیبة: ۱/۴۴۴)

ترجمہ:''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے ایسی بستی کی طرف (ہجرت کا) حکم دیا گیا جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی اور وہ مدینہ ہے۔''

مدینہ منورہ اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب:

مدینہ منورہ میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا دراں حالیکہ آپ وادی عقیق میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ: میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اس مبارک وادی (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھو اس میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے۔ وہ حدیث مندرجہ ذیل ہے:

''عن ابن عباسؓ قال قال عمر ابن الخطابؓ سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو بوادی العقیق یقول أتانی اللیلة آت من ربی فقال صل فی هذا الوادی المبارک وقل عمرة فی حجة وفی روایة قل عمرة وحجة۔'' (بخاری باب قول النبیؐ العقیق: ۲/۱۳۵)

علاوہ ازیں اسی مقدس زمین میں مسجد نبوی واقع ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور بعض روایات میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے، وہ حدیث درج ذیل ہے:

''صلاة فی مسجدی هذا تعدل الف صلاة فیما سواه الا المسجد الحرام.'' (مسلم: ۱/۴۴۷، صحیح ابن خزیمه ط:۳، باب اختیار صلاة المرأة فی مخدعها ۲/۸۱۵)

ترجمہ:''میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب ہزار نمازوں کے برابر ہے جو اس کے علاوہ دوسری جگہوں میں پڑھی جائیں سوائے مسجد حرام کے۔'' (شامی:۲/۲۲۲)

علامہ شامی نے یہ حدیث افضل المساجد (سب سے افضل مسجد) کی بحث میں ذکر کی ہے: چنانچہ کہا ہے کہ سب سے افضل مسجد مسجد حرام ہے، اس کے بعد مسجد نبوی ہے جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے، اس لئے کہ اس میں مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ثواب ہزار نمازوں کے برابر بتایا گیا ہے، مگر مسجد حرام مستثنیٰ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد حرام میں نماز پڑھنے کا ثواب اس سے زیادہ ہے۔

روضۂ مبارک کی زیارت کا ثواب:

اس مبارک سرزمین میں روضۂ نبوی ہے جس کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے میری زیارت کے لئے سفر کیا اور سفر سے اس کا مقصد میری زیارت ہی تھا تو وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا اور ایک دوسری حدیث میں ہے جس شخص نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسا ہے جیسا کہ

زندگی میں اس نے میری زیارت کی، چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

”عن رجل من آل الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من زارني متعمداً كان في جواري يوم القيامة.“ (شعب الايمان باب فضل الحج والعمرة: ۶/۴۷، المعجم الأوسط باب من اسمه جعفر: ۳/۳۵۱)

ترجمہ: ”خطاب کی اولاد میں سے ایک شخص سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بقصد و ارادہ میری زیارت کی تو وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا۔“

”عن ابن عمر مرفوعا من حج فزار قبري بعد موتي كمن زارني في حياتي.“ (شعب الايمان باب فضل الحج والعمرة: ۶/۴۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے حج کیا اور مرنے کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ ایسا ہے جیسا کہ میری زندگی میں اس نے میری زیارت کی۔“

مدینہ کی پریشانیوں پر صبر کی فضیلت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بارے میں فرمایا ہے: جس شخص نے مدینہ کی مشکلوں، اس کی پریشانیوں اور مشقتوں (گرمی، بخار وغیرہ) کو برداشت کیا تو میں اس کے لئے گواہ ہوں گا اور قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا، جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

”عن رجل من آل الخطاب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ...... من سكن المدينة وصبر على بلائها كنت له شهيدا ومشفعا يوم القيامة.“ (مسلم شريف باب الترغيب في سكن المدينة والصبر: ۲/۱۵۴)

ترجمہ: ”آل خطاب میں سے ایک شخص سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مدینہ میں رہائش اختیار کرے اور اس کی مشقتوں پر صبر کرے تو میں اس کے لئے گواہ ہوں گا اور قیامت کے دن اس کا سفارشی ہوں گا۔“

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میری امت کا کوئی فرد مدینہ کی سختی اور پریشانی پر صبر نہیں کرے گا مگر یہ کہ قیامت کے دن میں اس کے لئے سفارشی ہوں گا۔“ (مسلم شریف: ۱/۴۴۴)

اسی طرح ایک اور حدیث میں یہ مضمون مذکور ہے: ”جو شخص مدینہ کی پریشانیوں اور اس کی مشقتوں کو برداشت کرے گا میں قیامت کے دن اس کے لئے سفارشی یا گواہ ہوں گا۔“ (نسائی: ۴/۲۵۹)

یعنی اگر وہ شخص گناہ گار ہے تو سفارشی ہوں گا اور اگر گناہوں سے محفوظ ہوگا تو میں گواہ ہوں گا کہ اس نے مدینہ کی مشقتوں کو برداشت کیا، اس کی پریشانیوں کو جھیلا ہے، لہٰذا اس کے اجر و ثواب میں اضافہ کیا جائے گا۔ (جاری ہے)

علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ کی رحلت پر

فاروق حسین صابر

وہ توحید و رسالت کے مبلّغ بن کے آئے تھے — وہ دنیائے خطابت کے اُفق پر جگمگائے تھے
اکابر کی فراست اور تدبر و بردباری بھی — یہی اوصاف ہم نے شاہ صاحبؒ میں پائے تھے
بصیرت کے وہ پیکر تھے، رواداری کے داعی تھے — تعصب اور نفرت کے اُنہوں نے بت گرائے تھے
ہمیشہ اُن کے چہرے پر متانت جھلملاتی تھی — مجالس کے یہی آداب ہم سب کو بتائے تھے
کلام اللہ وہ جب پڑھتے تو سارے جھوم جاتے تھے — کئی خوابیدہ دل اپنی تلاوت سے جگائے تھے
مہذب گفتگو کرنا یہ وصفِ خاص تھا اُن کا — کہ جیسے پھول جھڑتے ہوں یہی انداز پائے تھے
سیاست میں وہ سنجیدہ چلن کے تھے علمبردار — وقارِ انجمن کے جو طریقے ہیں، سکھائے تھے
جو ابن الوقت ہوتے ہیں گریزاں ان سے رہتے تھے — عزیمت کے سفر میں وہ کبھی نہ ڈگمگائے تھے
کروں میں تعزیت کیونکر فقط اولاد سے اُن کی — کہ مرگِ ناگہاں سے ہم سبھی نے غم اٹھائے تھے

خدا اُن کی لحد پر رحمتوں کے پھول برسائے
انہوں نے جو محبت کے دیئے صابرؔ جلائے تھے

نام نہاد اسکالر کا ''پٹہ'' اور دوپٹہ....!

طیبہ ضیاء چیمہ، نیویارک

چند روز پہلے ایک ٹی وی چینل کے مارننگ شو میں ایک نام نہاد شوبز اسکالر حسب عادت مسخریاں مار رہا تھا کہ نٹ کھٹ میزبان خاتون نے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بڑا سا دل تھامے اس مسخرے کو پیش کرتے ہوئے کہا: ''دل دل سے بات ہوگی، بہت لوگوں کے دل لوٹ لئے اور آپ کو کیا چاہئے۔'' موصوف بولے: '' آپ کا دل بھی آ گیا ہے۔'' میزبان بولی: '' آپ کو ایسی باتیں کرتے ڈر نہیں لگتا، جو بھی بول دیں، سمجھتے ہیں نکل جاؤں گا؟ آج میری ٹیم نے کہا کہ آج آپ کو اس اسکالر کے سامنے دوپٹہ کی کوئی پریشانی نہیں۔'' نام نہاد شوبز اسکالر بولا: ''جس کے گلے میں اسلام اور رسول اللہ کا پٹہ ہو، اسے کسی دوپٹے شوپٹے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ جدید طرز کے نام نہاد اسکالر عورت کی کمزوری کو بھانپ گئے ہیں کہ اس آڑ میں مسلمان عورت کو ''اوڑھنی'' سے نجات دلا دو تو بس ان عورتوں کے محبوب اسکالر کی فہرست میں شامل ہوجاؤ۔ ایسے منافق نام نہاد اسکالروں پر ہزار بار لعنت، خود کو اعلانیہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلانے والا فتوئی دے رہا ہے کہ: ''جس کے گلے میں اسلام اور رسول اللہ کا پٹہ ہو اسے کسی دوپٹے شوپٹے کی ضرورت نہیں ہے۔'' اور سامنے بیٹھی خواتین اور لڑکیاں اس کے جواب پر نہال ہوئے جا رہی ہیں۔ سماجی میڈیا پر یہ شرمناک کلپ دیکھا تو کانوں کو یقین نہ آیا کیونکہ اس قسم کی گستاخی کسی غیر مسلم سے بھی توقع نہیں کی جاسکتی۔ یہ جملہ سن کر سر گھوم گیا اور مزید تحقیق کے لئے ریکارڈنگ شو دیکھا کہ کہیں سیاق وسباق سے ہٹ کر بات نہ ہو جائے۔ اس شخص نے پُر اعتمادی کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اگر یہی جملہ کسی غیر مسلم نے کہا ہوتا تو توہین رسالت کے نام پر اقلیتوں کے اب تک بھٹے اکھیڑ دیئے جاتے تھے اور ان جیسے شرپسند اسکالر ہی ان جملوں کو ہوا دیتے ہیں، جبکہ خود نام نہاد اسکالر ٹی وی پر بیٹھا کفریہ جملہ بول رہا ہے؟ یہ جملہ توہین رسالت نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ جملہ اماں حوا سے خاتون جنت حضرت فاطمہ الزہرا تک تمام نیک، پارسا، پاک دامن، باحیا، باپردہ، باکردار مومن خواتین کی اوڑھنیوں کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ جملہ اللہ سبحان و تعالیٰ کے کلام پاک کی حجاب سے متعلق آیات مبارکہ کی صریحاً نفی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ جملہ قرآن سے انکار ہے۔ اسلام سے انکار ہے، مسلمان عورت کے دوپٹے کی اعلانیہ توہین ہے۔ اس شخص نے یہ جملہ ادا کرکے اپنی ماں جس کے نام پر ساری دنیا میں فتنہ اکٹھے کرتا پھرتا ہے اس کے دوپٹے کی بھی لاج نہ رکھی۔ چار کتابیں پڑھ کر خود کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھنے لگا ہے؟ ٹی وی اسکرین نے دولت وشہرت سے کیا نواز دیا کہ عقل کل بنا پھرتا ہے؟ مسلمان عورت کی پہچان اس کی اوڑھنی تو ہے، یہ کون سا عشق ہے جو قرآنی احکامات پر غالب آنے کی کوشش کر رہا ہے؟ اس غیر شرعی وغیر اسلامی جملے پر کوئی عالم نہیں بولا؟ یہ شوبز میڈیا کے عالم دین آج ایک کھلنڈرے اسکالر کی اتنی بڑی گستاخی پر کیونکر خاموش ہیں؟ یہ شخص پوری دنیا کے سامنے کہہ رہا ہے کہ جس کے گلے میں اسلام اور عشق رسول کا پٹہ ہے اسے کسی دوپٹے شوپٹے کی ضرورت نہیں؟ نعوذ باللہ! ارے بدبخت عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات کی نفی کو کہتے ہیں جو ہم سے ہو نہیں رہی۔ ہم گناہگار نام نہاد مسلمان عورتیں ننگے سر گھوم رہی ہیں تو یہ ہمارا فعل ہے۔ اپنی کمزوریوں کا ملبہ اسلام پر مت ڈالو، حرام کو حرام تو کہنے دو، غلط کو غلط تو ماننے دو، گناہ کا اعتراف تو کرنے دو، تم غلطی کو سند بنانا چاہتے ہو؟ ننگے سر اگر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت ہیں تو قرآن پاک میں عورت کے لئے سروں کو ڈھانپنے کا حکم کیوں صادر ہوا؟ بھائی میرے تم تو ٹھہرے نام نہاد عاشق رسول، جو چاہے کرو، ٹی وی اسکالر ہو، ریٹنگ والے ہو، مجمع لگانا خوب جانتے ہو، بولنا لکھنا کمال کا ہے، یہ سب ابلیس کو بھی آتا تھا، ہم سب کا استاد تھا، لہٰذا ہمیں ان باتوں سے متاثر کرنے کی کوشش نہ کرو، بات صرف اتنی سی ہے کہ میرے رب نے کہا: ''اے مسلمان عورت جب گھر سے نکلو تو سر ڈھانپ لیا کرو۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کی عورتوں کو سر ڈھانپنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں کوئی مسلمان عورت ننگے سر دکھائی نہیں دی اور آج اسلام اور عشق رسالت کا نیا باب پڑھانے آ ہے؟ کیا سمجھتا ہے کہ تیرے اس لبرل جملے سے ساری مسلمان عورتیں تیری گرویدہ ہو جائیں گی؟ تمہیں پتہ ہے ہم عورتیں ننگے سر کیوں گھومتی ہیں، کیونکہ کھلے بال حسین لگتے ہیں۔ عورت خود کو کبھی بوڑھا دکھنا نہیں

چاہتی۔ خود کو حسین اور جوان دکھائی دینے کے لئے بالوں کو سجاتی بناتی ہے۔ خواہ اس کی نیت غیر مردوں کو لبھانا نہ ہو تب بھی اپنے لئے سجنا پسند کرتی ہے۔ سر ڈھانپ لے تو خود کو بڑی یا بوڑھی محسوس کرنے لگتی ہے۔ ہیئر کلر اور ہیئر اسٹائل پسند کرنے والی عورت کے لئے سر ڈھانپنے کے لئے اپنے نفس سے لڑنا مشکل ہے، مگر ایک مسلمان عورت کا ضمیر اس کو ملامت کرتا رہتا ہے جبھی تو پردے کے ایشو پر چیخ و پکار کرتی ہے۔ مولویوں اور مردوں کو صلواتیں سناتی ہے۔ میں بہت باپردہ خاتون ہوتی اور پھر اس موضوع پر قلم اٹھاتی تو اسے میرا ذاتی غصہ قرار دیا جاتا، مگر میں ایک لولی لنگڑی بے عمل مسلمان ہوں، البتہ غلط کو غلط تسلیم کرنے کی جرأت رکھتی ہوں۔ کوئی شخص خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ اسلامی احکامات کو توڑ مروڑ کر پیش کرے یہ میری غیرت کبھی برداشت نہیں کر سکتی۔ شعبدہ بازو! غلط کو غلط کہنے کی جرأت تو پیدا کرلو۔ کمزوریوں، گناہوں اور کوتاہیوں پر ڈھٹائی کی بجائے شرمندہ ہونا سیکھ لو۔ شو باز اور شوبز کی ان چند عورتوں اور فنکاروں کو خوش کرنے کی خاطر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین بیچنے جا رہے ہو؟ اسلام اور عشق رسول کو گلے کا پٹہ کہتے تجھے ذرا عار نہ آئی؟ پٹہ پالتو کتے کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔ پروردگار نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا، اس کے سینے کو اسلام کے نور سے منور کیا اور تو اسلام کو نعوذ باللہ! گلے کا پٹہ کہہ رہا ہے؟ یعنی اسلام تیرے لئے طوق ہے؟ جبر ہے؟ جانور کے گلے کا پٹہ ہے؟ اے نام نہاد ٹی وی اسکالر! آمنہؓ کے لال کا عاشق بننا اتنا آسان نہیں، نفس کو اللہ و رسول کی اطاعت کی بھٹی میں جلانا پڑتا ہے۔ ٹی وی اسکرین پر عاشقوں کا مینا بازار لگا ہوا ہے۔ بولیاں لگی ہوئی ہیں، شریعت کے دام لگائے جا رہے ہیں۔ جو شوبز کی دنیا میں جتنا مقبول ہے وہ اتنا بڑا اسکالر ہے۔ اے عقل کل امت بھول تجھے اس جملے کا بوجھ دونوں جہانوں میں اٹھانا پڑے گا۔ کائنات کی ماں بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی اوڑھنی پر کروڑوں سلام، خاتون جنت دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ الزہراؓ کی چادر پر کروڑوں سلام۔ امہات المومنینؓ کے پردے پر کروڑوں سلام! پروردگار اس قسم کے نیم ملا خطرہ ایمان عاشقوں سے اپنے دین کو محفوظ رکھے۔ بڑی دنیا کی گمراہی کا باعث بن رہے ہیں، خاص طور پر خواتین اپنا ایمان خراب کرنے کے لئے ٹی وی کھول کر بیٹھ جاتی ہیں۔ اگر یہی وقت ذاتی مطالعہ اور خود احتسابی میں صرف کریں تو ان شعبدہ بازوں کو پہچاننے میں آسانی ہو جائے۔ بلاشبہ حجاب میں اسلام نہیں، اسلام میں حجاب ہے۔ داڑھی میں اسلام نہیں، اسلام میں داڑھی ہے۔ لیکن فرض اور سنت کسی دور میں بدلے نہیں جا سکتے۔ محبت کا تعلق دل سے ہے اور اطاعت کا تعلق عمل سے۔ اطاعت اور محبت یکجا ہو جائیں تو عشق رسالت کا سفر شروع ہوتا ہے، چار نعتیں پڑھ لینے سے عاشق نہیں بن جاتے۔ عاشق رسول کی پہلی علامت ذات کی نفی ہے، دنیا کو دل سے طلاق دینے کا نام عشق رسالت ہے۔ دنیا دل میں مستقل ڈیرہ لگائے بیٹھی ہے، دل کرتا ہے جوان عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھ کر ہاہا، ہی ہی، ہُو ہُو، ٹھٹھے، مزے، شغل میلہ لگا رہے اور عاشق بھی بنے رہیں۔ جہاں اسلام آڑے آنے لگے شیطانی فتوے دے کر ابلیس کو خوش کر دیا جائے، اس فنکار اسکالر نے خود تو باریک داڑھی بھی رکھ لی اور سامنے بیٹھی جوان عورت کے سر پر باریک دوپٹہ بھی گوارا نہیں؟؟

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۹رجنوری ۲۰۱۶ء)

عدالت کا فیصلہ اور وقت کا فیصلہ

عدالت کا اختیار ایک طاقت ہے اور وہ انصاف اور ناانصافی دونوں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے، منصف گورنمنٹ کے ہاتھ وہ عدل اور حق کا سب سے بہتر ذریعہ ہے، لیکن جابر و مستبد حکومتوں کے لئے اس سے بڑھ کر انتقام اور ناانصافی کا کوئی آلہ بھی نہیں۔ تاریخ عالم کی سب سے بڑی ناانصافی میدان جنگ کے بعد عدالت کے ایوانوں میں ہوئی ہیں، دنیا کے مقدس بانیان مذہب سے لے کر سائنس کے محققین و موجدین تک کوئی پاک اور حق پسند جماعت نہیں ہے، جو مجرموں کی طرح عدالت کے سامنے کھڑی نہ کی گئی ہو، بلاشبہ زمانے کے انقلاب سے عہد قدیم کی بہت سی برائیاں مٹ گئیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ اب دنیا میں دوسری صدی عیسوی کی خوفناک رومی عدالتیں وجود نہیں رکھتیں، لیکن میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ جو جذبات ان عدالتوں میں کام کرتے تھے، ان سے بھی ہمارے زمانے کو نجات مل گئی ہے، وہ عمارتیں ضرور گرا دی گئیں جن کے اندر خوفناک اسرار بند تھے، لیکن ان دلوں کو کون بدل سکتا ہے جو انسانی خود غرضی اور ناانصافی کے خوفناک رازوں کو دفینہ ہیں۔

عدالتوں کی ناانصافیوں کی فہرست بڑی ہی طولانی ہے، تاریخ آج تک اس کے ماتم سے فارغ نہ ہو سکی، ہم اس میں حضرت مسیح علیہ السلام جیسے پاک انسان کو دیکھتے ہیں جو اپنے عہد کی اجنبی عدالت کے سامنے چوروں کے ساتھ کھڑے کئے گئے، ہم کو اس میں سقراط نظر آتا ہے، جس کو صرف اس لئے زہر کا پیالہ پینا پڑا کہ وہ اپنے ملک کا سب سے زیادہ سچا انسان تھا۔ ہمارے حصے میں مجرموں کا کٹہرا ہے، تمہارے حصے میں وہ مجسٹریٹ کی کرسی، میں تسلیم کرتا ہوں کہ اس کام کے لئے وہ کرسی بھی اتنی ہی ضروری ہے جس طرح یہ کٹہرا، ہمیں جلد از جلد یہاں آنے دو اور تم بھی جلد از جلد فیصلے لکھتے رہو، ابھی کچھ دنوں تک یہ کام جاری رہے گا، یہاں تک کہ ایک دوسری عدالت کا دروازہ کھل جائے گا، یہ خدا کے قانون کی عدالت ہوگی، وقت اس کا جج ہوگا، وہ فیصلہ لکھے گا اور اسی کا آخری فیصلہ ہوگا۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

گھریلو جھگڑے

دوسری قسط

مولانا حافظ پیر ذوالفقار نقشبندی مدظلہ

ہم خرماں وہم ثواب:

جب اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ دو بھائی محبتوں سے رہیں تو ہم آپس میں محبت سے رہیں، زندگی بھی اچھی گزرے گی اور نامۂ اعمال میں نیکیاں بھی لکھی جائیں گی، اس کو کہتے ہیں: ”ہم خرماں وہم ثواب“ یعنی کھجوریں بھی کھاؤ اور ثواب بھی لو۔ ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کردینے میں عظمت ہوا کرتی ہے۔ آپس میں ہنسی مذاق ہوجاتا ہے، ایک سیریس بیٹھا ہے دوسرا خوامخواہ مذاق کر کے اس کو تنگ کر رہا ہے تو پھر آپس میں الجھ پڑتے ہیں، یہ غلط بات ہے، مذاق اس حد تک کرنا چاہئے جو دوسرا برداشت کر سکے، جب دوسرے کا دل دکھے تو ایسا مذاق اچھا نہیں بلکہ برا ہوا کرتا ہے۔ دوسرے کو چھیڑنا، اس کو کسی غلطی پر عار دلانا اس کا ریکارڈ لگانا، اس سے پھر دوسرے بندے کا دل دکھتا ہے۔

ہمارے بزرگوں نے ایک اصول بنایا ہے وہ یہ کہ اگر اپنی عزت کرانا چاہتے ہو تو تم دوسروں کی عزت کرو، یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک تو مذاق ہی اڑاتا رہے اور دوسرا اس کی عزت کرتا رہے۔ تالی دو ہاتھوں سے بجتی ہے، چھوٹا بڑے کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے کہ وہ بڑا ہے بڑا چھوٹے کے ساتھ شفقت رکھے کہ میرا بھائی ہے، مجھ سے چھوٹا ہے، جب ایک طرف سے شفقت ہوگی اور دوسری طرف سے عزت ہوگی تو آپس میں الفتیں، محبتیں بڑھ جائیں گی۔ بھلائی اور خیرخواہی کا رویہ اپنانے سے دلوں میں احترام پیدا ہوتا ہے۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی:

یہ جو آپس میں تعلق جوڑتا ہے اس کو شریعت نے ”صلہ رحمی“ کہا۔ صلہ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ جن رشتے ناطوں کو شریعت نے کہا کہ ان کو مضبوط رکھا جائے، ان رشتوں کو آپس میں میل جول، لین دین، پیار محبت سے نبھایا جائے، اس کو ”صلۂ رحمی“ کہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ بولنا چھوڑ دینا، ملنا جلنا چھوڑ دینا اس کو قطع تعلقی اور قطع رحمی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو قطع رحمی ناپسند ہے اور صلۂ رحمی پسند ہے۔

صلہ رحمی اور قطع رحمی کا بدلہ:

حدیث پاک میں آتا ہے کہ دو چیزوں کا بدلہ بہت جلدی مل جاتا ہے:

۱:... اگر آپس میں صلہ رحمی کرے تو اس کی برکتیں اس کی زندگی میں بہت جلدی ظاہر ہوتی ہیں۔

۲:... اگر کوئی بندہ قطع رحمی کرے، مثلاً کسی پر تکبر کا بول بول دیا یا ظلم کیا تو اس کا عذاب انسان کو بہت جلدی آنکھوں سے دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔

(اتحاف الخیرۃ للبوصیری، حدیث:۵۰۵۸)

تو صلہ رحمی کا ثواب جلدی ملتا ہے، ظلم کا عذاب جلدی ملتا ہے، لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم آپس میں صلہ رحمی کے ساتھ رہیں۔

صلہ رحمی کے تین انعامات:

ایک حدیث مبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صلہ رحمی پر اللہ تعالیٰ بندے کو تین انعام عطا کرتے ہیں:

پہلا انعام: اللہ تعالیٰ بندے کی عمر کو طویل کر دیتے ہیں۔

دوسرا انعام: اللہ رب العزت اس بندے کا رزق کشادہ فرمادیتے ہیں، صلہ رحمی کرنے والے کو کبھی بھی رزق کی تنگی میں نہیں ڈالتے۔

تیسرا انعام: صلہ رحمی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بری موت سے محفوظ فرمادیتے ہیں۔ (کنزالعمال:۶۹۶۸)

موت بھی کلمے پر نصیب ہوگئی، مال میں بھی برکت ہوگئی، عمر میں بھی برکت ہوگئی تو بتائیے کہ اس کے علاوہ بندہ اور کیا چاہتا ہے؟ ہمارے اکثر مسائل یا صحت سے متعلق ہیں یا کاروبار سے متعلق ہیں یا دین سے متعلق ہیں، ان تینوں قسم کے مسائل کا حل ”صلہ رحمی“ میں ہے جب عمر طویل ہوگی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صحت اچھی ہوگی، جب رزق کشادہ ہوگا تو اس کا مطلب ہے قرضوں، مرضوں سے جان چھوٹ جائے گی، غیر کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ لینے والے کی جگہ بندے کو دینے والا بنائیں گے اور بری موت سے حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اللہ رب العزت کو دین والی زندگی عطا فرمائیں گے تاکہ اس کی زندگی بھی محمود اور پھر اس کی موت بھی محمود ہوسکے۔ ان تین انعامات کو سامنے رکھیں تو جی چاہتا ہے کہ بہن بھائی آپس میں مثالی محبت کی زندگی گزاریں، گھر میں بچوں کو یہ حدیث پاک سنائیں اور اس کے فائدے ان کو کھول کھول کر بتائیں کہ دیکھو! تم آپس میں جھگڑتے ہو، ایک دوسرے کے ساتھ روٹھتے ہو، بول چال بند کر دیتے ہو، مار کٹائی کا معاملہ کرتے ہو، جبکہ اللہ رب العزت چاہتے ہیں کہ محبت پیار سے رہو، پھر دیکھو کتنے بڑے بڑے انعام ملیں گے۔

جنت میں داخلہ آسان:

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جس بندے میں تین باتیں ہوں گی اس کا حساب جلدی لیا جائے گا اور اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! وہ تین باتیں کیا ہیں؟ فرمایا:

"تعطی من حرمک، وتصل من قطعک، وتعفو عن من ظلمک"... جو تجھے محروم کرے تو اس کو عطا کردے اور جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑے اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کردے..."

(المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: ۵۰۶۴)

"پہلی بات فرمائی: جو تجھے محروم کرے تو اس کو عطا کردے۔" بہن بھائیوں میں یہ بھی مسئلہ ہوتا ہے یہ چیز لایا تھا اس نے مجھے نہیں دی، میں اس کو کیوں دوں، فلاں موقع پر اس سے میں کھلونا کھیلنے کے لئے مانگا تھا، کمپیوٹر کا کہا تھا کہ میں استعمال کروں، اس نے مجھے نہیں کرنے دیا تھا۔

دوسری بات فرمائی: "جو تجھ سے توڑے تو اس سے جوڑے۔" یعنی جو بھائی بہن اس سے دور ہونا چاہے یہ اس کو قریب کرنے کی کوشش کرے، کوئی روٹھ جائے تو یہ اس کو منالے، کوئی پریشان ہو تو یہ اس کی پریشانی کو ختم کرنے میں مدد کرے، تاکہ دل ایک دوسرے کے ساتھ مزید نتھی ہو جائیں، یہ نہیں کہ جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کوئی اچھا رہے گا تو ہم اچھے رہیں گے، اگر برا ہوگا تو ہم بھی برے بنیں گے، یہ تو تجارت ہوئی۔

تیسری بات فرمائی: "جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کردے۔" لہٰذا بھائی بہنوں میں آپس میں کسی نے مذاق کردیا، زیادتی کردی دوسرے کا دل دکھایا، گو ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا، مگر جس کا دل دکھا ہے اس کو چاہئے کہ جلدی معاف کردے تاکہ اللہ کی رحمتوں سے اس کو حصہ نصیب ہو۔

یہ دین اسلام کتنا پیارا دین ہے... شریعت کے اندر کیا حسن ہے... کہ زندگی گزارنے کے اتنے بہترین اصول بتادیے گئے... اتنے فوائد...

اب اگر پہلی اور دوسری حدیث کو ملا کر دیکھیں تو معلوم یہ ہوا کہ جو بندہ صلہ رحمی کرے گا، اللہ رب العزت دنیا میں اس کو لمبی عمر دیں گے، دنیا میں اس کو فراخ رزق عطا کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو ایمان پر موت عطا کریں گے اور چوتھی بات یہ کہ قیامت کی رسوائی سے بچائیں گے اور آسانی سے اس کو جنت میں داخل فرمادیں گے، تو یہ کیسا پیارا عمل ہے کہ جس ایک فعل کے کرنے پر انسان سیدھا جنت میں جائے گا تو نوجوان بچے بچیوں کو یہ احادیث سنا کر اس کی اہمیت کو اجاگر کریں کہ آپس میں انہیں محبت پیار سے رہنا ہے۔

صلہ رحمی کے فوائد ہر ایک کے لئے:

آج کا عنوان چونکہ گھر کے جھگڑوں کا ہے، لہٰذا اس میں میاں بیوی کا نام آرہا ہے، نہ پڑوسی کا اور نہ کسی اور کا، صلہ رحمی میں تو وہ تمام رشتہ دار شامل ہیں جو شریعت نے قرار دیے ہیں۔

فرمایا: "صلہ رحمی اللہ رب العزت کو اتنی پسند ہے کہ گھر کے لوگ اگر گناہگار بھی ہوں گے، اللہ ان کو صلہ رحمی کرنے کی وجہ سے مال اور اولاد کی کثرت عطا فرمائے گا۔" (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث: ۱۰۹۲)

اس لئے آپ دیکھیں گے کہ کتنے لوگ ہوتے ہیں جو ظاہر میں نماز کا اہتمام نہیں کرتے، رسم ورواج کی زندگی گزارتے ہیں، لیکن مال بھی خوب ہوتا ہے اور اولاد بھی خوب ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ آپس میں وہ محبت و پیار سے رہ رہے ہوتے ہیں۔ اس عمل کی وجہ سے اللہ رب العزت ان کو مال میں بھی کثرت دے دیتا ہے، اولاد میں بھی کثرت دے دیتا ہے۔ سوچئے! اگر گناہگار بندوں کو بھی اللہ تعالیٰ یہ نعمتیں دے دیتا ہے تو جو نیکوکار بن کر زندگی گزاریں گے اور صلہ رحمی کریں گے، پھر اللہ رب العزت کی بھی برکتیں ان کو نصیب ہوں گی..."

(دوسرا زاویہ)

ماں باپ اور اولاد کے جھگڑے، والدین کی روک ٹوک ناگوار لگتی ہے:

دوسرا زاویہ ماں باپ اور اولاد کے درمیان جھگڑوں کا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ماں باپ، اولاد کی تربیت کرنا چاہتے ہیں، اس لئے ان کو روک ٹوک کرتے ہیں۔ نوجوان بچوں کو روک ٹوک بری لگتی ہے۔ ماں نے کہہ دیا کہ بیٹی! تم نے فلاں کے گھر نہیں جانا، اس کے روکنے میں کوئی حکمت ہوگی، اب بیٹی کو غصہ آگیا اور کہتی ہے: امی تو پابندیاں ہی لگاتی رہتی ہیں، باجی کو جانے دیتی ہیں اور مجھے کیوں نہیں جانے دیتیں؟... ماں نے کہا کہ بیٹی! تم دوپٹے کا خیال نہیں رکھتی... بیٹی کہتی ہے: کیا مصیبت ہے، امی گھر میں بھی آرام سے نہیں رہنے دیتیں؟... تو بجائے اس کے کہ بچی یوں کہے کہ ہاں امی! یہ اچھی عادت ہے، مجھے اپنانی چاہئے، اس کو پابندیاں نظر آتی ہیں، جب نفس کے اندر انانیت ہوتی ہے تو صلاح کی ہر بات بندے کو بری لگتی ہے۔

میں اسے سمجھوں ہوں دشمن جو مجھے سمجھائے ہے

جو سمجھائے وہی دشمن نظر آتا ہے، فون اٹھایا، ماں نے کہہ دیا: بیٹی! جب میں بھی موجود ہوں، تیرے بھائی بھی موجود ہیں تو گھر میں دوسرے لوگ فون اٹھالیں گے، آپ کیوں اٹھاتی ہو؟ بس اس پر جھگڑا شروع کردیں گی۔ ماں نے کہہ دیا: (دسترخوان پر بیٹھے ہوئے) کہ فلاں چیز کم ہے، لے کر آؤ... تو کہیں گی ہر وقت مجھے ہی کہا جاتا ہے، امی مجھے سکون سے کھانا بھی نہیں کھانے دیتی... تو نوجوان کی تیوری بھی عجیب ہوتی ہے۔

روک ٹوک بچوں کے لئے رحمت:

ماں باپ، بچوں کے محسن ہوتے ہیں وہ ان کو اچھی باتوں پر روک ٹوک کر رہے ہوتے ہیں، مگر یہ اس بات کو سمجھ نہیں رہے ہوتے، لہٰذا روک ٹوک سے دل کا تنگ ہونا انتہائی بُری بات ہے۔ روک ٹوک کو اپنے لئے بہتر سمجھنا چاہئے۔ نوجوان بچے یہ سمجھیں کہ شکر ہے ہمارے قریب کوئی تو ایسا ہے جو ہمیں غلطی ہونے سے پہلے (اس سے) بچالیتا ہے۔ جو بندے کو تجربات کرنے کی ضرورت نہیں، زندگی کے نفع و نقصان کے تجربے ہر کسی کو کرنے پڑیں تو مصیبتوں میں سے گزرنا پڑے، اذیتیں اٹھانی پڑیں، پریشانیاں سر پر کھڑی رہیں، اس لئے ہر ایک کو نفع و نقصان کے تجربے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ماں باپ نے دھوپ میں بال سفید نہیں کئے ہوتے، یہ زندگی کے جو تجربے وہ کر چکے ہیں، اولاد کو چاہئے کہ ان سے فائدہ اٹھائے، ماں باپ کی بات کا لحاظ رکھے، اس لئے ماں باپ کی بات کو سننا اچھی عادت ہے اور ان کی بات کو درمیان میں کاٹ دینا انتہائی بُری بات ہے۔

بچوں کی عجیب نفسیات:

نوجوان بچوں کو دیکھا کہ ہر بچے کا دل چاہتا ہے کہ مجھے ہر مشورے میں شامل کیا جائے، کیونکہ ٹین ایجر ہوجاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ گھر کے مشورے میں ہماری بات ہی نہیں سنی جاتی، مجھے کوئی پوچھتا ہی نہیں یا چھوٹا کہتا ہے کہ بڑے بھائی سے تو پوچھ لیتے ہیں مجھ سے تو کوئی پوچھتا ہی نہیں، یہ عمر ہی ایسی ہے کہ اس عمر میں بچہ چاہتا ہے کہ میری بات سنی جائے، مانی جائے، اب اگر مان لو تو بچے کے اندر احساس برتری آجاتا ہے، وہ سمجھے گا کہ بس میری ہی بات مانی جاتی ہے، میں دوسروں سے سینئر ہوں اور اگر نہ مانی جائے تو اس میں احساس کمتری آجاتا ہے۔ ڈپریشن کا شکار ہوتا ہے، تو دونوں باتیں عجیب ہیں۔

تحمل مزاجی کی ضرورت:

اب یہاں تحمل مزاجی کام آتی ہے، ماں باپ عقلمندی کے ساتھ بچے کو ڈیل کریں، نہ اس میں احساس برتری پیدا ہونے دیں اور نہ اس میں احساس کمتری پیدا ہونے دیں۔ چونکہ عمر ایسی ہے کہ فوراً غصہ آتا ہے اور نوجوان بچوں کو جب غصہ آتا ہے تو لگتا ہے کہ کوئی سیلاب آگیا ہے۔ اسی وقت جدا ہونے کی باتیں کرتے ہیں، گھر سے نکل جانے کی بات کرتے ہیں، بس مرنے مارنے پر تل جاتے ہیں۔ ان کا غصہ ان کے کنٹرول میں ہی نہیں ہوتا۔

بچوں کی نشو ونما میں بڑوں کا کردار:

اب نوجوان بچوں سے یہ پوچھا جائے کہ آپ کو کس نے پال پوس کر بڑا کیا؟ جواب ملے گا: ماں باپ نے، بھائی! ماں باپ کے ساتھ بڑے، بہن بھائیوں کا بھی تو حصہ ہے، انہوں نے بھی تو ماں باپ کا ساتھ دیا، چھوٹے ہوتے ہیں تو بڑی بہن ماں کی طرح اس کا خیال رکھتی ہے، جو قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں وہ مورل سپورٹ دیتے ہیں، خالہ، پھوپھو اور اس قسم کے جو بھی رشتے ہوتے ہیں، ان کو مورل سپورٹ ہوتی ہے۔ بچے خود بخود تو پل کر جوان نہیں ہوجاتے، ان کے بڑے اور جوان ہونے میں قریب کے لوگوں کا حصہ ہوتا ہے تو جب چھوٹے تھے اور ہر کام میں دوسروں کے محتاج تھے، تب آخر کسی نے تو تمہارا خیال رکھا۔

والدین کے بارے میں شریعت کا حکم:

آئیے، دیکھئے شریعت نے کیا کہا؟ قرآن عظیم الشان میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

"وبالوالدین احساناً"

(الاسراء: ۲۳)

ترجمہ: "اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں کس کے ساتھ حسن سلوک کروں؟ فرمایا: ماں کے ساتھ، دوسری مرتبہ پوچھا پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: ماں کے ساتھ، تیسری مرتبہ پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: ماں کے ساتھ، چوتھی مرتبہ پوچھا: پھر کس کے ساتھ؟ فرمایا: باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔" (مسند احمد، حدیث: ۲۰۰۲۸)

ایک ماں کا مجاہدہ:

ہمارے قریبی رشتہ داروں میں ایک لڑکی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا، اس نے نیت کرلی کہ اللہ نے مجھے بیٹا دیا ہے میں اس کو ہمیشہ باوضو دودھ پلاؤں گی۔ ہم نے دیکھا کہ اس نے اپنے بچے کی خاطر بہت مجاہدہ کیا، اب ہر وقت تو وضو نہیں رہتا، دن میں تو گزارا ہوجاتا تھا، لیکن سردی کی سخت ٹھنڈی راتوں میں بچے کو دودھ پلاتی اور پلا کے وہ بیچاری لیٹ جاتی، اب پانچ منٹ اس کی آنکھ لگتی تھی کہ بچہ پھر رونے لگتا، اب گرم بستر میں سے اٹھ کر وہ جاتی اور وضو کرکے پھر آکر دودھ پلاتی، پھر بچے کو فیڈ دیتی اور ابھی آدھا گھنٹہ بچہ نہیں سویا ہوتا تھا کہ پھر رونا شروع کردیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کہ اس کو پھر وضو کے لئے جانا پڑتا، اس طرح ایک ایک رات میں وہ پندرہ پندرہ مرتبہ جاکر وضو کرکے آتی تھی۔

ذرا سوچیں وہ رات کو کتنا سوتی ہوگی؟ اسی طرح سفر میں بچے کے لئے وضو کا قائم رکھنا کتنا مشکل کام ہے... کس کس جتن سے اس نے اپنے اس بیٹے کو دودھ پلایا... یہی سوچ کر مجھے حیرت ہوتی ہے اور دل کہتا ہے کہ واقعی اللہ رب العزت نے جو ماں کا یہ مقام بتایا یہ اس ماں کا حق بنتا ہے۔

(جاری ہے)

کراچی میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی تبلیغی مصروفیات

رپورٹ: مولانا عبدالحی مطمئن

پہلا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کراچی کے دورہ پر تشریف لائے۔ اس موقع پر مختلف مدارس اور مساجد میں آپ کے اصلاحی وتبلیغی بیانات ترتیب دیے گئے۔ چنانچہ مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے جامعہ اشرف المدارس کے نائب مہتمم مولانا محمد ابراہیم صاحب سے رابطہ کیا اور جامعہ میں حضرت مولانا مدظلہ کا پروگرام طے پایا۔ اس طرح ۱۹ر ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۱ر دسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات صبح ۱۱ بجے جامعہ کی جامع مسجد اشرف میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت کے موضوع پر بیان ہوا۔ حضرت کے بیان سے پہلے مولانا قاضی احسان احمد نے ابتدائی گفتگو کی۔ اس پروگرام میں جامعہ اشرف المدارس کے نائب مہتمم مولانا محمد ابراہیم، شیخ الحدیث مولانا مفتی عبدالرشید، جامعہ کے اساتذہ مولانا حسین احمد، مولانا ارشاد احمد کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام اور تمام طلبا نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

دوسرا بیان

مولانا قاضی احسان احمد نے مرکزی امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ حضرت مولانا مدظلہ جامعہ بنوری ٹاؤن کی جامع مسجد میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمائیں۔ حضرت امیر صاحب نے اس رائے کی تائید وتوثیق فرمائی۔ چنانچہ یکم جنوری ۲۰۱۶ء کو حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جمعہ کا بیان جامعہ بنوری ٹاؤن میں ارشاد فرمایا۔ جس میں مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کے علاوہ جامع مسجد کے امام و خطیب، جامعہ کے اساتذہ کرام، طلبا اور دیگر مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

تیسرا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام یکم جنوری ۲۰۱۶ء بروز جمعہ بعد نماز عشا جامع مسجد شافعی گلی نمبر ۳۲ محمدی روڈ شیر شاہ میں سالانہ عظیم الشان ''سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت جامع مسجد کے امام و خطیب مفتی عبدالرحمن نے جبکہ نقابت کے فرائض نائب خطیب مولانا محمد حامد نے انجام دیے۔ تلاوت ونعت کے بعد ابتدائی بیان مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا۔ ان کے بعد جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر قاری محمد عثمان صاحب نے خطاب کیا۔ بعد ازاں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے تفصیلی خطاب فرمایا۔ آخری بیان مہمان گرامی مولانا محمد رفیق جامی صاحب کا ہوا اور آپ کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس میں جامعہ محمودیہ کے مدیر مولانا نورالحق، ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن، منظور کالونی کے رہنما مولانا محمد رضوان قاسمی، جامع مسجد طور کے امام وخطیب مولانا مستجاب اللہ کے علاوہ دیگر علماء کرام اور عامۃ الناس نے شرکت کی۔

چوتھا بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۲۱ر ربیع الاول ۱۴۳۷ھ بروز ہفتہ بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ رحمانیہ بفرزون میں ''سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت جامعہ کے مدیر حضرت مولانا عطاء الرحمن مدنی نے کی۔ کانفرنس میں تلاوت ونعت کے بعد مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد رفیق جامی اور مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا مدظلہ کے خطابات ہوئے۔ کانفرنس میں جامعہ کے شیخ الحدیث مولانا قاری محبوب شاہ کے علاوہ اساتذہ کرام کی بڑی تعداد اور تمام طلبا شریک ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۳ر جنوری ۲۰۱۶ء بروز اتوار بعد نماز ظہر ختم نبوت چوک نزد جامع مسجد بلال اسکاؤٹ کالونی میں سالانہ عظیم الشان ''سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت جامعہ انوار الصحابہ کے مدیر حضرت مولانا محمد طیب صاحب نے کی، جبکہ نگرانی مسجد بلال کے امام و خطیب حضرت مولانا قاری عبدالسمیع رحیمی کی۔ نقابت کے فرائض جامعۃ الرشید کے استاذ مولانا ندیم الرشید نے انجام دیے۔ تلاوت و نعت کے بعد کانفرنس کی غرض و غایت حافظ عبدالمغیث نے بیان کی۔ مولانا قاضی احسان احمد اور مہمان خصوصی مولانا محمد رفیق جامی کے خطابات ہوئے۔ ساہیوال کے مولانا حافظ شاہد عمران عارفی نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ کانفرنس میں جامعہ انوار الصحابہ کے نائب مدیر مولانا محمد طاہر، جامعہ صدیقیہ کے مدیر مولانا محمد سلطان، جامعہ عربیہ اسلامیہ کے مدرس مولانا محمد جواد، ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن کے علاوہ دیگر علماء کرام، طلبا عظام اور عامۃ الناس نے بھرپور تعداد میں شرکت کی۔ ☆☆☆

حاجی اشتیاق احمدؒ کے ناول

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

آپ کے علم میں ہوگا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتساب قادیانیت کی ساٹھ جلدیں اور محاسبہ قادیانیت کی چار جلدوں یعنی کل ۶۴ جلدوں میں ۱۰۹ مصنفین کے ردقادیانیت پر ۸۲۶ رسائل وکتب کو جمع کردیا ہے۔ جن کے صفحات کی تعداد چھتیس ہزار چھ سو چوالیس (۳۶۶۴۴) بنتی ہے۔ ہم نے کوشش کی کہ جس کسی مصنف نے ردقادیانیت پر جو اور جتنا لکھا ہے وہ ایک جلد میں آ جائے۔

ہمارے مخدوم حضرت حاجی اشتیاق احمد صاحب اپنے دور کے نامور اہل قلم تھے۔ ان کے رواں قلم نے دیانتداری کی بات ہے کہ تمام معاصرین کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ اس بندۂ خدا نے توفیق الٰہی سے اتنا لکھا کہ ایک ادارہ کے بیسیوں افراد مل کر شاید اتنا نہ لکھ پائیں۔ ان کا رواں قلم کاغذ پر فراٹے بھرتا نظر آتا ہے۔ انہوں نے مختلف موضوعات پر لکھا۔ سیرۃ النبیؐ، سیرۃ صحابہؓ واہل بیتؓ، تاریخ اسلام، بچوں کا ادب (ناول)، روزنامہ اسلام کا بچوں کا ایڈیشن، ضرب مؤمن۔ ان کے قلم وقرطاس کے سرمایہ کو جمع کیا جائے تو اکیلے شخص کی خدمات سے ایک لائبریری بن سکتی ہے۔ آپ نے اپنے ناولوں اور کتب میں ختم نبوت کے منکروں کو راہ راست پر لانے اور پاکستان کا پرامن اور وفادار شہری بنانے میں بھی بھرپور قلمی کاوش کی۔ مرزا قادیانی کے کفریہ نظریات اور اسلام کو مسخ کرنے کی دشمن کی چالوں کے آلہ کار ہونے کے منظر کو بھی اس کے ماننے والوں کے سامنے اجاگر کیا۔ آپ کے اس صنف کے رسائل کی جب فہرست تیار کرنا شروع کی تو سردست یہ فہرست بنتی ہے: (۱) حسن کلام، (۲) تعالیٰ کا چیلنج، (۳) وادی مرجان، (۴) مرزا خاسر، (۵) سازش کا اژدھا، (۶) اینٹ کا جواب، (۷) مرزا غلام احمد، (۸) جاپانی فتنہ، (۹) حکومت کے چور۔

۱..... اس فہرست میں ردقادیانیت پر ان کی تمام قلمی کاوش آ گئی ہے یا نہ؟

۲..... اس عنوان پر مزید ان کے رسائل ہیں؟ تو کون کون سے؟

ایک دفعہ جامع فہرست بن جائے تو پھر دوسرا مرحلہ ہوگا کہ ردقادیانیت پر حضرت حاجی اشتیاق مرحوم کی تمام کتب ورسائل کو ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کر دیا جائے۔ اس کام کے لئے ''محاسبہ قادیانیت'' کی کئی جلدوں کو مخصوص کردیا جائے یا ایک مستقل نام سے ان رسائل وکتب کے مجموعہ کو، ان کی کتابوں کو شائع کرنے والے اداروں کو آمادہ کرکے کہا جائے کہ وہ ان کو شائع کر دیں۔ یا مجلس تحفظ ختم نبوت مجموعہ شائع کر دے۔ اس پر آں محترم مرحوم کے صاحبزادہ صاحب سے مشاورت کا عمل چل رہا ہے۔ جو بھی فیصلہ ہوا بہرحال یہ طے ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں حضرت حاجی صاحب کے رسائل وکتب کو مجموعہ میں شامل کر کے آنے والی نسلوں کے لئے دستاویز تیار کرنا ہے۔ انشاء اللہ!

آج کی مجلس میں حضرت حاجی صاحب مرحوم کے تمام پڑھنے اور محبت کرنے والوں سے درخواست ہے کہ ختم نبوت کے سلسلہ میں حاجی صاحب کے تمام ناولز کی فہرست مکمل کرانے میں ہماری مدد فرمائیں۔ مزید بھی اس عنوان پر ناول ہیں تو ان سے باخبر کریں۔ مندرجہ بالا فہرست میں کوئی ناول ایسا ہے جو اس عنوان پر نہیں۔ تو اس فہرست سے خارج کیا جائے۔ اس سلسلہ میں قلمی رہنمائی ومدد کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ پہلی فہرست میں دوست اس علمی کام کے لئے توجہ فرمائیں گے۔ دوسرے مرحلہ میں ان رسائل کو جمع کرنا ہوگا۔ تیسرے مرحلہ میں ان کی اشاعت کی ترتیب قائم کرنا ہوگی۔ بہرحال یہ کام کرنے کا ہے۔ امید ہے کہ توجہ سامی سے سرفراز کیا جائے گا۔ ملک بھر کے قارئین کرام سے اس کام کی تکمیل کے لئے دعاؤں کی بھی درخواست ہے۔ ☆

جی چاہتا ہے جا کے مدینہ میں پڑ رہوں

کرلو نبی کے عشق کا سودا کسی طرح
اس کاروبار میں نہیں گھاٹا کسی طرح

جی چاہتا ہے جا کے مدینہ میں پڑ رہوں
دنیا سے چھوٹ جائے جو پیچھا کسی طرح

شادابیوں سے وادیٔ جاں معتبر کروں
آنکھوں میں رکھ لوں گنبد خضرا کسی طرح

کعبہ کی عظمتوں سے ذرا ہٹ کے سوچئے
مکہ سے کم نہیں ہے مدینہ کسی طرح

وہ نقش پا جو رستے سے مجھ کو لگا گئے
بے راہ کر نہ پائی یہ دنیا کسی طرح

جب تک جھکاؤ دل کا نبی کی طرف نہ ہو
پورا نہ ہوگا کوئی بھی سجدہ کسی طرح

بے چین کررہی ہے زیارت کی آرزو
ہو ختم زندگی کا جھمیلا کسی طرح

رکھی خدا نے اس لئے لذت درود میں
پہلے فراق میں دل شیدا کسی طرح

کشتی کو آگ ہم بھی لگا دیتے اے رئیس
کرتے جو پار ہجر کا دریا کسی طرح

رئیس الشاکری ندوی

یورپ میں قادیانی سرگرمیاں

رہائش اور مالی امداد کا لالچ دے کر ''احمدیہ مسلم کمیونٹی'' کے نام سے کفریہ پرچار کیا جارہا ہے
مرکز کینیڈا کی عبادت گاہ ''بیت الہادی'' کو بنایا گیا ہے
انڈونیشیا سے برطانوی قادیانی مشنریز کو ملک بدر کردیا گیا جو مرزا مسرور کے حکم پر آئے تھے

احمد نجیب زادے

کینیڈا، جرمنی، ہالینڈ سویڈن اور ڈنمارک میں پناہ گزینوں کی مدد کے بہانے قادیانی جماعت کی سرگرمیاں تیز ہوگئی ہیں۔ ''احمدیہ مسلم کمیونٹی'' کے نام سے رہائش اور مالی امداد کا لالچ دے کر کفریہ عقائد کا پرچار کیا جارہا ہے۔ دوسری جانب سادہ لوح اور پریشان حال پناہ گزینوں کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ ''احمدیہ مسلم کمیونٹی'' مسلمانوں ہی کا کوئی فرقہ ہے۔ لندن میں موجود قادیانی جماعت کے ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ ان کی مشنری کے مبلغوں نے یورپی ممالک میں پناہ گزینوں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھانا شروع کردیا ہے۔ اس حوالے سے کینیڈا کے شہر ایڈمنٹن ویسٹ سے شائع ہونے والی جریدے ایڈمنٹن سن نے انکشاف کیا ہے کہ قادیانی کمیونٹی کی جانب سے کینیڈا کے مختلف شہروں میں پناہ گزینوں کی مدد کے نام پر انہیں جال میں پھنسایا جارہا ہے۔ قادیانی گروپوں کی جانب سے پناہ گزینوں کو خوراک، رہائش اور مالی معاملات میں مدد فراہم کی جارہی ہے اور آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے گمراہ کن نظریات کا پرچار کیا جارہا ہے۔ کینیڈین جریدے ایڈمنٹن سن سے گفتگو میں احمدیہ ویمن ایسوسی ایشن آف ایڈمنٹن کی صدر ندرت نصور نے پناہ گزینوں کی مدد کے نام پر انہیں قادیانی بنانے کی تصدیق کی ہے اور کہا ہے کہ: ''ایک ایسے ماحول میں جب ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے تو ہم ان کی مدد کے لئے آگے آئے ہیں اور ان کی خوراک اور رہائش وغیرہ کے مسائل حل کررہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ان پناہ گزینوں تک اپنی کمیونٹی کا پیغام بھی پہنچارہے ہیں۔'' واضح رہے کہ اس حوالے سے کینیڈا میں ''بیت الہادی'' نامی قادیانی عبادت خانے کو مرکز بنایا گیا ہے۔ یہاں مسلمان پناہ گزین خاندانوں کو قادیانی مبلغین کی جانب سے گھیر کرلایا جاتا ہے اور انہیں کینیڈا میں مستقل رہائش اور مالی مدد کا لالچ دیا جاتا ہے۔ قادیانی ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ان کی ''تبلیغی'' سرگرمیوں کے اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور درجنوں پناہ گزین خاندانوں نے قادیانیت میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ ادھر کینیڈا میں موجود مسلم ذرائع کا کہنا ہے کہ قادیانی مشنریوں نے اپنے کفریہ پرچار کے لئے پناہ گزینوں کو ہدف بنایا ہوا ہے۔ یہ لوگ پناہ گزینوں کی مدد کے نام پر ان کو گمراہ اور اسلام سے دور کررہے ہیں اور اپنی مذموم کارروائیوں میں مقامی کینیڈین کمیونٹی کو بھی ملا رہے ہیں۔ یہ خود کو قادیانی کے بجائے ''احمدیہ مسلم کمیونٹی'' ظاہر کرتے ہیں، جس کے سبب پناہ گزین ان کے جال میں پھنس رہے ہیں۔

دوسری جانب قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کی ہدایت پر انڈونیشیا بھیجی گئی قادیانی مشنری کو ملک بدر کرنے کے احکامات جاری کردیئے گئے ہیں۔ انڈونیشی وزارت داخلہ کی ہدایت پر سماٹرا کے جزیرے، بانگ کا آئی لینڈ میں قادیانیوں کے ایک تبلیغی مرکز کو سیل کرتے ہوئے قادیانی مبلغوں کو ملک سے نکل جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ مقامی ذرائع ابلاغ کے مطابق مسلم عمائدین اور علماء کرام کی جانب سے کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں بانگ کا آئی لینڈ کی انتظامیہ نے قادیانی مبلغوں کو ریاست بدر کرنے کے احکامات جاری کردیئے ہیں۔ واضح رہے کہ مقامی مسلمانوں اور علماء کرام نے نقص امن کا خدشہ ظاہر کرکے حکومت پر زور دیا تھا کہ قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کررہے ہیں اور اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا نام دے رہے ہیں۔ اس لئے ان کو روکا جائے اور ان کے مبلغوں کو ریاست بدر کردیا جائے۔ عالمی خبررساں ایجنسی روئٹرز کے مطابق انڈونیشی حکام کے اس اقدام پر ہیومن رائٹس واچ نے برہمی کا اظہار کیا ہے۔ ہیومن رائٹس واچ کے ڈپٹی ڈائریکٹر ایشیا ڈویژن فیلم کائن نے اس پر ''انڈونیشیا میں عدم برداشت'' کے نام سے ایک کالم بھی لکھ مارا ہے۔ ادھر ایک اعلیٰ انڈونیشی سیکورٹی افسر فیری کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کو ملک میں رہنے کا پورا حق حاصل ہے، لیکن ان کے مبلغوں کو بے دخل کرنے کے احکامات دے دیئے گئے ہیں، کیونکہ ان کی سرگرمیوں سے مقامی مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیل رہا تھا۔ واضح رہے کہ انڈونیشیا کے مغربی صوبے کلمن تان میں ۱۵ دن قبل قادیانیوں کی تبلیغی مہم پر مشتعل مسلمانوں نے انہیں گمراہ عقائد کے پرچار سے روک دیا تھا۔ جس کے بعد قادیانی اس علاقے سے بھاگ گئے تھے اور بعد ازاں الزام عائد کیا کہ ان کو اس علاقے سے بے دخل کردیا گیا ہے۔

(بشکریہ روزنامہ امت کراچی، ۳۰؍جنوری ۲۰۱۶ء)

خبروں پر ایک نظر

نوجوان اسلامی عقائد پر سچے دل سے کاربند ہیں: مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس میں خطاب

گزشتہ ماہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مختلف مساجد میں "سیرت خاتم الانبیا کانفرنس" کے عنوان سے پروگرام ترتیب دیئے گئے، جن کی رپورٹ ہمارے ساتھی محمد کلیم اللہ نعمان نے تیار کی۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لیاقت آباد کے زیراہتمام ۲۳ر جنوری ۲۰۱۶ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامعہ صدیقیہ لیاقت آباد نمبر ۹ نزد کرکٹ گراؤنڈ میں سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس منعقد کی گئی، جس کے مہمان خصوصی مجلس کے بزرگ رہنما مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی حفظہ اللہ تھے۔ پروگرام کی ابتدا قاری محمد سلیم کی تلاوت سے ہوئی۔ حافظ محمد حبیب اللہ نعمان نے نعت پیش کی۔ مولانا سید عتیق الحسن الحسینی نائب امام وخطیب بنوری ٹاؤن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے اکابرین کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ قادیانیت کا کفر پوری دنیا میں عیاں ہو چکا ہے۔ سب جانتے ہیں کہ منکرین ختم نبوت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اب وہ دور نہیں رہا کہ قادیانی، مسلمانوں کو دھوکا دے کر ان کی صفوں میں گھسے رہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے بزرگ مرکزی رہنما حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے اپنے ولولہ انگیز خطاب میں قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے خبردار رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ ہم ہر چیز برداشت کرسکتے ہیں مگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کرسکتے۔ قادیانی اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے مرتکب ہیں۔ منکرین ختم نبوت سے سودے بازی نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے نوجوان طلبا پر زور دیا کہ وہ اسلامی عقائد پر سچے دل سے کاربند رہیں اور قادیانیت کا ہر میدان میں راستہ روکیں۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی پاکستانی آئین اور اسلامی قوانین کی روشنی میں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر گہری نگاہ رکھے۔ انہوں نے تمام مسلمانوں سے پرزور اپیل کی کہ قادیانی مصنوعات خصوصاً "شیزان" کمپنی کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔ حضرت پیر صاحب کی دعا پر یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

اس کانفرنس کی تیاری میں راقم الحروف کے ساتھ محمد رقیب اللہ، نثار محمد سلیم، مولانا مفتی کفایت اللہ، رحمت اللہ، مولانا محمد ایوب نے بھرپور تعاون کیا۔ پروگرام میں حضرت مہتمم مولانا ولی اللہ، مولانا مسعود، مولانا عمیر ولی، مولانا ثاقب انیس، مولانا خالد محمود دین پوری، قاری مدنی، حافظ حبیب، محمد عمر، حاجی اصغر چوہان اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں نقابت کے فرائض مولانا عبدالرؤف نے ادا کیے۔ اللہ تعالیٰ سب کو قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

تحفظ ختم نبوت پروگرام

یہ پروگرام جامع صدیق اکبر مسجد، بابولائن سٹی ریلوے کالونی میں رکھا گیا بعد نماز عشاء پروگرام کا آغاز قاری محمد سلیم کی تلاوت سے ہوا، حافظ محمد حبیب اللہ نعمان نے نعت اور ختم نبوت پر نظم پیش کی۔ اس موقع پر حضرت مولانا محمد رضوان صاحب نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر سیر حاصل بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ عقیدہ صدر اول سے چلا آرہا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر اس عقیدہ کی حفاظت کی۔ امت مسلمہ نے کسی دور میں بھی کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ موجودہ دور میں مسیلمۂ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ علماء کرام نے اس کے گمراہ کن عقائد ونظریات کے بخیئے ادھیڑ کر رکھ دیا۔ آج قادیانیت ہر جگہ اور ہر مقام پر ذلیل ورسوا ہے۔ اس کے پیروکاروں کے لئے کہیں جائے پناہ نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا کہ ہمیں نبی بھی خاتم النبیین عطا کیا اور ہمیں آخری امت میں پیدا کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت کو سمجھیں جنہوں نے سمجھا، اس کے مطابق زندگی گزاری۔ اس کی حفاظت کے لئے تن من دھن نثار کیا وہ کامیاب ہوگئے، سرخرو ہوگئے۔

مولانا نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا نبی عطا کیا جس کی نبوت کی گواہی شجر و حجر نے دی،

حیوانات نے دی، جن وانس نے دی۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک بدو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے اپنے تھیلے سے ایک مردہ گوہ کو باہر نکالا جو وہ شکار کرکے لایا تھا۔ اس گوہ کو اللہ کے رسول کے قدموں میں رکھا اور کہا: ''اگر اس نے آپ کی نبوت کی گواہی دے دی تو میں ایمان لے آؤں گا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گوہ کو مخاطب کرکے کہا: ''یا ذب'' اس گوہ نے آنکھیں کھولیں اور فصیح وبلیغ عربی زبان میں جواب دیا: ''لبیک و سعدیک'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تیرا معبود کون ہے؟ اس گوہ نے جواب دیا: ''اللہ پاک پوری کائنات کا رب ومالک ہے۔'' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس گوہ نے جواب دیا: ''آپ! اللہ تعالیٰ کے نبی اور خاتم النبیین ہیں۔''

میرے دوستو! ایسا پیارا نبی ہمیں ملا ہے، اس مردہ جانور نے بھی اس بات کی تصدیق کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپ ہی خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا، اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، مکار اور کافر ہے۔ پروگرام میں شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد اسرار صاحب، پیر طریقت حضرت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی صاحب، مسجد ہذا کے امام وقاری عبدالرحمن صاحب، مولانا ضیاء اللہ صاحب، مولانا تاج فراز صاحب، مولانا محمد خلیل صاحب، قاری محمد سردار صاحب، محمد عمر صاحب، جناب امتیاز صاحب، قاری ابرار صاحب، مولانا عطاء الرحمن صاحب، محمد امتیاز، عثمان امتیاز اور دیگر معزز لوگوں نے شرکت کی۔ پیر طریقت حضرت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی حفظہ اللہ نے اختتامی دعا کرائی پروگرام کے آخر میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

سیرت خاتم الانبیاء پروگرام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ چپل پاڑہ نے امسال حلقہ چپل پاڑہ میں مختلف مساجد میں سیرت خاتم الانبیاء کے عنوان سے پروگرامات کا انعقاد کیا گیا تھا، جس میں پہلا پروگرام بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد جہانگیری میں تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عبدالحی مطمئن نے ختم نبوت کا تحفظ کے موضوع پر بیان کیا۔ مہمان خصوصی حضرت مولانا محمد نعمان ارمان مدنی صاحب نے اختتامی کلمات اور دعا فرمائی۔ پروگرام کی تیاری میں مولانا وقار اسلم، انور علی، انور صدیقی اور مسجد کمیٹی کے صدر صاحب نے بھرپور ساتھ دیا۔ حضرت قاری محمود الحسن صاحب طبیعت کی ناسازی کے باوجود پروگرام میں تشریف لائے اور سرپرستی فرمائی۔

القاسم اکیڈمی کی علمی، ادبی اور روحانی پیش کش

ساعتے با اہل حق

افادات: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ
پیش لفظ: شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ
مرتب: مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

ایک وفاشعار شاگرد کے استفسارات اور وفاشناس استاد کے جوابات، ایک طالب صادق کی علمی تشنگی اور استاد کامل کی آبیاری، ایک مسترشد کی کیفیات اور مرشد کی ہدایات، ایک عاشق زار خادم کی نیازمندیاں اور قدرشناس مخدوم کی کرم نوازیاں، ایک تاریخ خوان کی اُلجھنیں اور تاریخ ساز کی تسلیّں، محدث جلیل حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور ان کے مایہ ناز اور قابل فخر شاگرد شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کے علمی، روحانی، فکری، ادبی مجالس، علماء، صلحاء اور اولیاء کے تذکرے، جدید وقدیم کتابوں پر تبصرے، جہاد وقتال، دعوت وتبلیغ، تصنیف وتالیف، سیاست وقیادت، مطالعہ وکتاب اور قلم وقرطاس کے موضوعات پر دلچسپ مذاکرے، عالمی انقلاب، تاریخی واقعات اور اصلاح انقلاب اُمت کے حوالے سے بصیرت افروز تجزیے، ایک علمی، روحانی اور ادبی تحفہ ....

صفحات: ۵۷۲ ...... ہدیہ: ۵۰۰ روپے

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ کے پی کے
0301-3019928
0346-4010613

دوسرا پروگرام: بعد نماز عشاء جامع مسجد سبحانی بزنس ریکارڈر روڈ میں منعقد ہوا۔ حمد و نعت کے بعد مہمان خصوصی مولانا قاضی احسان احمد نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہی سچا اور آخری دین ہے، اس کے علاوہ اب کوئی نیا دین نہیں آئے گا۔ ہمارا اسلام بھی سچا اور ہمارا دین بھی سچا اور ہمارے نبی بھی سچے اور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں وہ صرف کافر اور بے ایمان ہیں۔ پروگرام کے صدر امام و خطیب جامع مسجد ہذا مولانا محمد نورالرحمن صاحب نے دعا کرائی۔ اس پروگرام میں مولانا عبدالروف رستم خان اور پیر محمد عارف خان، محمد امتیاز اور دیگر معزز حضرات نے شرکت کی۔

تیسرا پروگرام: مسلم مسجد سٹی ریلوے کیمپ نزد پاور ہاؤس حلقہ صدر ٹاؤن میں ترتیب دیا گیا، جس میں بنوری ٹاؤن کے نائب امام وخطیب حضرت مولانا سید عتیق الحسن الحسینی نے بیان کیا۔ انہوں نے نوجوانوں پر زور دیا کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنائیں۔ نشست و برخاست، وضع قطع، لباس کی تراش وخراش میں سنت کی پیروی کریں۔ آج کا نوجوان انگریزی فیشن، کلین شیو، انگریزی ہیئر اسٹائل اور غیروں کے کلچر کا دل دادہ ہے، جبکہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی سیرت وصورت کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ پروگرام میں قاری محمد سردار صاحب، قاری عبدالرحمن صاحب، حضرت مولانا نعمان ارمان مدنی صاحب، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد اسرار صاحب، بھائی شکیل صاحب، جناب حافظ محمد صہیب صاحب اور دیگر معزز حضرات نے شرکت کی۔ دعا سے قبل مولانا سید عتیق الحسن صاحب نے اپنی سریلی آواز میں قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار سے حاضرین کو محظوظ کیا۔ پروگرام کی نقابت مسجد ہذا کے امام حضرت مولانا تاج فراز صاحب نے کی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

کراچی... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دوسری سالانہ ختم نبوت کانفرنس حلقہ لیاقت آباد نمبر ۱۰ گوشت مارکیٹ بروز اتوار بعد نماز عشاء جامع مسجد دارالاسلام میں منعقد ہوئی۔ جس کا آغاز قاری راشد محمود کی تلاوت و نعت سے ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن کریم کی سو سے زائد آیات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سو دس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ چودہ سو سال سے امت مسلمہ اس عقیدہ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے ہے۔ دور صحابہ کرام سے لے کر اب تک مسلمانوں نے اس کے لئے عظیم قربانیاں دی ہیں۔ رب کائنات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، اب قیامت تک کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، کذاب اور دھوکے باز ہے۔ بیان کے آخر میں سہ سالہ ختم نبوت رکنیت کا بھی اعلان کیا گیا، جس پر الحمدللہ! تمام شرکاء نے اپنی اور اپنے پورے گھر کی رکنیت کرائی، اس پروگرام کی نقابت مسجد ہذا کے جنرل سیکریٹری حافظ محمود قریشی نے کی اور امام مسجد مولانا خالد محمود نے بھرپور تعاون کیا۔

قادیانیت، اس دور کا بدترین فتنہ ہے: مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی

کراچی (محمد کلیم اللہ نعمان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ پٹیل پاڑہ کے زیر اہتمام ۳۰ رجنوری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد فتح بلوچ پاڑہ میں ''سیرت خاتم الانبیاء پروگرام'' منعقد ہوا۔ تلاوت مولانا قاری سلیمان نے، نعت شریف حافظ محمد حبیب اللہ نعمان نے پیش کی۔ بزرگ رہنما حضرت مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی مدظلہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت اس دور کا بدترین فتنہ ہے۔ قادیانی ٹولہ مسلمان نوجوان کی دولت ایمان پر ڈاکا ڈالنے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے، کبھی انہیں اچھے مستقبل کے سنہرے خواب دکھا کر، بیرون ملک تعلیم اور ملازمت کا لالچ دے کر اور کبھی قادیانی لڑکی سے شادی کی پیشکش کی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کالج اور یونیورسٹیوں کے ماحول میں خوبصورت لڑکیوں کے ذریعے مسلم نوجوانوں کو پھانسنا ان کا آزمودہ طریقہ کار ہے۔ جس سے بچنے کی شدید ضرورت ہے۔ حضرت مولانا نے ان والدین کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کیا جن کی بچیاں کالج یا یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی کڑی نگرانی کریں۔ خصوصاً بچیوں کے پاس موبائل فون کی حوصلہ شکنی کی جائے، جس کے ذریعے لڑکے لڑکیاں دوستیاں لگاتے ہیں۔ شادی کے عہد و پیمان کرتے ہیں، ہمارے پاس ایسے بہت سے کیس آتے ہیں کہ قادیانی لڑکی نے کسی مسلمان لڑکے سے شادی رچالی۔ ایک دو بچوں کے بعد پتہ چلا کہ لڑکی قادیانی ہے۔ اس طرح بچے پاؤں کی زنجیر بن گئے بالآخر نوجوان ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ مولانا نے کہا کہ اپنے بچوں کو قادیانیوں کے عقائد و نظریات سے آگاہ کرو تاکہ وہ کسی کے فریب اور دھوکا میں نہ آئیں۔ پروگرام حضرت طوفانی صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کی تیاری میں محلے کے ساتھی محمد نثار، محمد رقیب اللہ، مولانا وقار احمد نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مسجد ہذا کے امام صاحب اور مسجد کے صدر صاحب نے سرپرستی کی۔ اس پروگرام میں مولانا سلمان، شاہ فداء الرحمن، مولانا راج ملک اور دیگر حضرات نے شرکت کی۔

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

قسط:۲۰

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

قتل شبہ عمد کی دیت سو اونٹ ہیں:

"عن علیؓ أنہ قال: في شبہ العمد أثلاثا ثلاث وثلاثون حقة وثلاث وثلاثون جذعة وأربع وثلاثون ثنية إلى بازل عامها كلها خلفة، وفي رواية قال: في الخطأ أرباعا خمس وعشرون حقة وخمس وعشرون جذعة وخمس وعشرون بنات لبون وخمس وعشرون بنات مخاض۔" (ابوداؤد، باب دیۃ الخطأ وشبہ العمد، ج:۲،ص:۲۷۰، ایچ ایم سعید کمپنی)

ترجمہ: "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: قتل شبہ عمد کی دیت میں (سو) اونٹنیاں دینی واجب ہیں بایں تفصیل کہ تینتیس اونٹنیاں وہ ہوں جو چوتھے برس میں لگی ہوں اور تینتیس اونٹنیاں وہ ہوں جو پانچویں برس میں لگی ہوں اور چونتیس اونٹنیاں وہ جو چھٹے برس میں لگی ہوں اور آٹھ نو سال تک جا پہنچی ہوں اور سب حاملہ ہوں۔ ایک اور روایت میں حضرت علیؓ سے یہ منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: قتل خطأ کی دیت میں چار طرح کی (سو) اونٹنیاں دینی واجب ہیں، بایں تفصیل کہ پچیس وہ ہوں جو تین تین برس کی ہوں اور پچیس وہ ہوں جو چار چار برس کی ہوں اور پچیس وہ ہوں جو دو دو برس کی ہوں اور پچیس وہ ہوں جو ایک ایک برس کی ہوں۔"

نوٹ: اس روایت کا آخری حصہ احناف کی دلیل ہے۔

"وعن مجاهد قال: قضى عمرؓ في شبه العمد ثلاثين حقة وثلاثين جذعة وأربعين خلفة ما بين ثنية إلى بازل عامها۔" (ابوداؤد، باب دیۃ الخطأ وشبہ العمد، ج:۲،ص:۲۷۰، ایچ ایم سعید کمپنی)

ترجمہ: "اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قتل شبہ عمد کی دیت میں تیس اونٹنیاں تین تین برس کی اور تیس اونٹنیاں چار چار برس کی اور چالیس اونٹنیاں حاملہ جو چھٹے برس سے لے کر نویں برس تک جا پہنچی ہوں دینے کا حکم فرمایا۔ (گویا یہ روایت حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کے موافق ہے)۔"

ان واضح احادیث اور واضح احکامات اور سر سے لے کر پاؤں تک انسان کے جسم کے ایک ایک عضو کا نام سردار دو جہاں ﷺ اپنی مبارک زبان اور فرمان سے واضح فرماتے ہیں اور امت کو واضح ہدایات جاری فرما دیتے ہیں اور غامدی صاحب کہتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ نے کوئی تعیین کبھی بھی نہیں کی ہے۔

تعجب اس پر ہے کہ دن کی روشنی میں کس ڈھنائی کے ساتھ غامدی صاحب دیت کا انکار کرتے ہوئے اپنی کتاب برہان میں لکھتے ہیں کہ:

"زمانے کی گردشوں نے کتاب تاریخ میں چودہ صدیوں کے ورق الٹ دیے ہیں، تمدنی حالات اور تہذیبی روایات، ان سب میں زمین وآسمان کا تغیر واقع ہو گیا ہے، اب ہم دیت میں نہ اونٹ دے سکتے ہیں نہ اونٹوں کے لحاظ سے اس دور میں دیت کا تعین کوئی دانشمندی ہے۔" (برہان، ص:۱۸)

پیغمبر اسلام تو واضح انداز میں قیامت تک امت کے لیے دیت کی مقدار کو متعین کر کے فرمان جاری فرماتے ہیں اور غامدی صاحب کہتے ہیں کہ یہ دانشمندی نہیں ہے، ہم نہ اونٹ دے سکتے ہیں، نہ اونٹوں کی قیمت دے سکتے ہیں۔ پیغمبر ﷺ کے قول وفعل کو غیر دانشمندانہ قرار دینا صریحاً کفر ہے۔ اب علماء فیصلہ کریں کہ یہ شخص کس فتویٰ کا مستحق ہے؟ میں غامدی صاحب کو جواب دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہوں، بلکہ کہتا ہوں کہ غامدی صاحب کو توبہ کرنی چاہیے، یہ دنیا فانی ہے، پھر دوزخ میں توبہ کی گنجائش نہیں رہے گی۔

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
مریضان گناہ کو دو خبر فیض محمدؐ کی
بلا قیمت دوا ملتی ہے آئے جس کا جی چاہے

غامدی صاحب نے اپنے منشور میں قرآن مجید کی آیات کا صرف حوالہ دیا ہے اور آیت سے متعلق تفصیل اپنی کتاب برہان میں لکھی ہے، چنانچہ دیت سے متعلق قرآن مجید کی آیت یہ ہے:

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا" (النساء:۹۲)

ترجمہ: "اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مومن

غلام کو آزاد کرے اور مقتول کے وارثوں کو دیت ادا کرے، الا یہ کہ وہ دیت کو معاف کردیں۔''

جناب غامدی صاحب اس آیت میں لفظ ''دیۃ'' کے پیچھے پڑ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ''دیۃ'' کا لفظ نکرہ ہے اور نکرہ میں عموم ہوتا ہے، کسی چیز میں تعیین و تخصیص نہیں ہوتی، مطلب یہ ہوا کہ ہر وہ شئے جو دیت کے نام سے معروف ہو وہ مراد ہے۔ کسی چیز میں تعیین و تخصیص نہیں ہوگی، ہمیں اس معاملے میں عرف کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا مخاطب کے عرف میں جس چیز کا نام دیت ہے وہ مقتول کے ورثہ کے سپرد کردی جائے۔ (برہان، ص:۱۱)

اس کے علاوہ غامدی صاحب نے عرب کے اشعار کا ڈھیر لگا دیا ہے اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جاہلیت میں شعراء عرب نے دیت کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے، لہٰذا اسلام میں دیت کی خاص مقدار متعین نہیں ہے، بس صرف زمانہ کا عرف معتبر ہے اور حاکم وقت کا اعتبار ہے، وہ جتنا رد و بدل دیت میں کرنا چاہتا ہے کر سکتا ہے، برہان ص:۱۱ پر غامدی صاحب دیت سے متعلق کہتا ہے کہ:

''روایات میں اس کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ عرب کے دستور کی وضاحت ہے، اس میں کوئی چیز بھی خود نبی ﷺ کا فرمان واجب الاذعان نہیں ہے۔'' (برہان، ص:۱۱)

غامدی صاحب اپنے منشور کی دفعہ:۳ کے تحت مزید لکھتا ہے کہ:

''چنانچہ اسلام نے دیت کی نہ کوئی خاص مقدار ہمیشہ کے لیے متعین کی ہے اور نہ عورت اور مرد اور غلام اور آزاد اور کافر اور مؤمن کی دیتوں میں کسی فرق کی پابندی ہمارے لیے لازم ٹھہرائی ہے۔'' (منشور، ص:۱۸)

تبصرہ: دیت کی مقدار کی عدم تعیین کے بارے میں غامدی صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں، پچھلے صفحات میں جن احادیث کو میں نے پیش کیا ہے ان میں انتہائی صراحت کے ساتھ دیت کی مقدار کا بیان موجود ہے۔ طبقات ابن سعد کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صریح حدیث ہے جس میں دیت کے ایک سو اونٹ کا ذکر موجود ہے، پھر مؤطا مالک میں صریح حدیث ہے جس میں ایک سو اونٹ کا بیان موجود ہے، کتاب السنہ میں علامہ محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کی نقل کردہ صریح حدیث ہے جس میں دیت کے ایک سو اونٹ کا ذکر ہے۔

محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے دیت سے متعلق جو خط لکھا تھا اس میں جان کے بدلے ایک سو اونٹ کے علاوہ جسم کے تمام اعضاء کی دیت کا واضح بیان موجود ہے، یہاں تک کہ انسان کے ذکر اور خصیتین کی دیت کی مقدار متعین طور پر موجود ہے۔ نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے، اب نہ معلوم غامدی صاحب اس سے مزید کیا مقدار اور کیا تعیین چاہتے ہیں؟ اسی طرح عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ایک سو اونٹ کی وضاحت موجود ہے جس کو ابوداؤد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح امام مجاہد رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نقل کیا ہے، اس میں ایک سو اونٹ دیت کا ذکر ہے، ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واضح فرمان کو ابوداؤد رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے جس میں ایک سو اونٹ دیت کی مقدار کا تعین مذکور ہے۔ میں نے ان احادیث کو متن اور ترجمہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ان تصریحات و تشریحات کے باوجود غامدی صاحب نے اپنے منشور میں جو یہ لکھا ہے کہ اسلام نے ہمیشہ کے لیے دیت کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی ہے، یہ غامدی صاحب کی انتہائی گمراہی ہے اور ان کی بہت بڑی خیانت اور غلط بیانی اور بہت بڑا دھوکہ ہے جو وہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ کر رہے ہیں، وہ غامدی جو اتنا گہرا آدمی ہے کہ بال کی کھال اتارتا ہے کیا ان کی نظروں سے دیت کی اتنی بڑی حقیقت پوشیدہ رہ سکتی ہے؟ کبھی بھی نہیں، البتہ وہ دین اسلام کو ایک نیا رخ دینا چاہتا ہے اور اپنا باطل مطلب حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ دیت کی مقدار کو چھپانے کے لیے عرف کا بگل بجاتا ہے، کبھی دستور اور رواج کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے اور کبھی سبع معلقات اور دیوان حماسہ میں دیت سے متعلق جاہلیت کے اشعار گا گا کر دیت کی مقدار سے راہ فرار اختیار کرتا ہے، یہ اس شخص کا صرف انکار حدیث نہیں بلکہ دین اسلام کی بنیادوں کے اکھیڑنے کے لیے ان کے دل و دماغ میں الحاد اور زندقہ کا ایک جذبہ موجزن ہے، میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر جاہلیت کے اشعار سے شرعی حکم ثابت ہو جاتا ہے تو ان اشعار میں تو دیت کے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں موجود ہیں، پھر اس کو بھی قبول کرو، چنانچہ دیوان حماسہ میں بنو قیس بن ثعلبہ کا ایک شاعر شراب پینے اور خوبصورت لڑکی سے اختلاط کی اس طرح درخواست کرتا ہے:

انا محیوک یا سلمی فحیینا
وان سقیت کرام الناس فاسقینا

اے سلمیٰ! ہم تمہیں محبت کا سلام پیش کرتے ہیں، تم بھی ہمیں محبت کا سلام پیش کرو، اور اگر کبھی تم نے اشراف لوگوں کو شراب پلائی ہے تو ہمیں بھی پلا دو، کیونکہ ہم بھی شرفا لوگ ہیں۔''

غامدی صاحب نے اپنی کتاب ''برہان'' میں شراب کی حد شرعی کا بھی بہت مذاق اڑایا ہے:

''اس سے واضح ہے کہ یہ (شراب کی حد) شریعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔'' (ص:۱۳۸)

''لہٰذا یہ بالکل قطعی ہے کہ حضور ﷺ نے اگر شراب نوشی کے مجرموں کو پٹوایا تو شارع کی

حیثیت سے نہیں، بلکہ مسلمانوں کے حکمران کی
حیثیت سے پٹوایا۔" (برہان:۳۹)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غامدی صاحب نے شراب نوشی کے لیے بھی اوپر مذکور سلمٰی کے شعر کو بنیاد بنایا ہوگا۔ میں کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ غامدی صاحب دین اسلام کے مجرم اور دین اسلام کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والے ہیں اور ان کے نظریات کفر کی سرحدوں تک جا پہنچے ہیں۔ میں غامدی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ تمہیں کونسی وحی آئی جس سے آپ نے اندازہ لگایا کہ فلاں حکم نبی کی نبوت کی حیثیت سے آیا ہے اور فلاں حکم بشری حیثیت سے آیا ہے؟ فلاں حکم نبی کی عربی معاشرت کی وجہ سے آیا ہے اور فلاں حکم نبی کے حاکم ہونے کی حیثیت سے آیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ کی ذات کو اس طرح تقسیم کرنے کا آپ کو کس نے اختیار دیا ہے اور آپ کون ہوتے ہیں جو اس طرح فیصلوں کے لیے جج بنے ہوئے ہیں؟

دل چاہتا ہے کہ میں قلم کی نوک کو تلوار بنا کر اس پر چلاؤں، مگر اخلاق کے دائرہ سے نکل نہیں سکتا ہوں، بس اتنا کہتا ہوں کہ اے اللہ! غامدی صاحب اور اس کے متبعین کی فنکاری اور مقالہ نگاری سے اسلام کی حفاظت فرما اور اس فتنہ کو نیست و نابود فرما۔ غامدی صاحب نے اپنی کتاب "برہان" کے ابتدائی دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس مجموعۂ مضامین کی تحریریں زیادہ تر معاصر مذہبی فکر کی تنقید میں ہیں، ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لیے گراں باری خاطر کا باعث ہو، لیکن:

چمن میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

میں غامدی صاحب کی دماغ سوز اور دین اسلام کو مسخ کرنے والی تحریر و تحریف وتزویر سے بھری ہوئی عبارات کے جواب میں اگر بھاری جملے لکھ دوں اور وہ جملے کسی کے لیے بار خاطر بن جائیں تو وہ بھی غامدی والا مذکورہ شعر کچھ تصرف کے ساتھ اپنے لیے تسکین خاطر کا ذریعہ بنائے۔

قلم میں تلخ نوائی میری گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاق

لو بھائی! غامدی صاحب نے دیت سے چھٹی دلا دی:

غامدی صاحب نے پہلے دیت کی مقدار میں تعین کا انکار کر دیا۔ اب دیکھئے! وہ دیت کے قانون پر جھاڑو پھیر کر چھٹی دلا رہا ہے، چنانچہ برہان میں وہ لکھتا ہے:

"ہمارے معاشرے میں دیت کا کوئی قانون چونکہ پہلے سے موجود نہیں ہے، اس وجہ سے ہمارے ارباب حل وعقد کو اختیار ہے کہ چاہیں تو عرب کے اس دستور کو برقرار رکھیں اور چاہیں تو اس کی کوئی دوسری صورت تجویز کریں وہ جو صورت بھی اختیار کریں گے اور معاشرہ اسے قبول کر لیتا ہے تو ہمارے لیے وہی معروف قرار پائے گی، پھر معروف پر مبنی قوانین کے بارے میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ حالات اور زمانے کی تبدیلی سے ان میں تغیر کیا جاسکتا ہے اور کسی معاشرے کے "اولی الامر" اگر چاہیں تو اپنے اجتماعی مصالح کے لحاظ سے انہیں نئے سرے سے مرتب کر سکتے ہیں۔" (برہان ص:۱۹)

اس عبارت میں غامدی صاحب دیت کے معروف اور دستور اور رواج کی اصطلاحات سے ترقی کر کے آگے چلے گئے کہ اس معروف اور دستور کے مطابق والی دیت کو بھی وقت کے حکمران بدل سکتے ہیں اور مثلاً پرویز مشرف اور عبدالرحمٰن ملک کو اس میں ہر تغیر کا اختیار حاصل ہے۔

مرد اور عورت کی دیت میں فرق کا ثبوت:

غامدی صاحب نے اپنے منشور کے دفعہ ۳ کے آخر میں لکھا ہے:

"اور اسلام نے نہ عورت اور مرد اور غلام اور آزاد اور کافر اور مؤمن کی دیتوں میں کسی فرق کی پابندی ہمارے لیے لازم ٹھہرائی ہے۔"
(منشور، ص:۱۷، ۱۸)

غامدی صاحب نے اس عبارت میں غلط بات کہی ہے، اسلام میں ان مذکورہ اشخاص کی دیت میں یقیناً فرق ہے، ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ سنن کبریٰ میں امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے:

"عن إبراهيم النخعي رحمه الله عن عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالبؓ أنهما قالا: عقل المرأة على النصف من دية الرجل في النفس وفيما دونهما۔" (سنن الکبریٰ للبیہقی: ج:۸، ص:۹۶، وکتاب الحجۃ از امام محمد: ج:۴، ص:۲۸۴)

ترجمہ: "ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ دونوں کا یہ قول ہے کہ عورت کے قتل نفس اور زخموں کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔"

تفسیر نیشاپوری یعنی تفسیر غرائب القرآن میں دیت کی سورہ نساء کی آیت:۹۲ کی تفسیر میں لکھا ہے:

"إن دية المرأة نصف دية الرجل بإجماع المعتبرين من الصحابة۔"
(تفسیر نیشاپوری)

ترجمہ: "بیشک عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور اس پر معتبر صحابہؓ کا اجماع ہے۔"

علامہ ابن رشدؒ نے عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہونے پر ائمہ اربعہؒ کا اتفاق نقل کیا ہے:

''أما دية المرأة فإنهم اتفقوا على النصف من دية الرجل في النفس فقط''
(بدایۃ المجتہد، ج:۲،ص:۳۱۵)

ترجمہ: ''باقی رہا عورت کی دیت کا معاملہ تو اس بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔''

علامہ عبدالقادر عودہ شہید ''التشریع الجنائی، جلد اول، صفحہ:۶۶۹'' میں لکھتے ہیں:

''ومن المتفق عليه أن دية المرأة على النصف من دية الرجل في القتل۔''

ترجمہ: ''اس امر پر امت کا اتفاق ہے کہ قتل خطا کی صورت میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہوگی۔''

ائمہ احناف میں سے مفسرین، اصحاب الفتاویٰ اور اصحاب الفقہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہے۔ ہدایہ، عنایہ، بنایہ، کفایہ، کنزالدقائق اور قدوری کی عبارت اس طرح ہے:

''ودية المرأة على النصف من دية الرجل في النفس وفيما دونه۔''
(بحوالہ کنزالدقائق، ۳۸۹)

ترجمہ: ''اور عورت کی دیت مرد کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہے، خواہ جان میں ہو یا اس سے کم میں ہو۔''

خلاصہ یہ ہے کہ دیت کے بارے میں امت کے فقہاء ومجتہدین ومحدثین ومفسرین ایک طرف ہیں کہ قتل خطا میں مرد کی دیت ایک سو اونٹ ہیں اور عورت کی دیت اس کی آدھی ہے۔ یہ حضرات احادیث، فتاویٰ اور امت کے اجماع سے استدلال کرتے ہیں اور دوسری طرف غامدی صاحب ہیں جو کھلے الفاظ میں کہتے ہیں کہ دیت کی کوئی معین مقدار نہیں ہے اور نہ عورت اور مرد کی دیت میں کوئی فرق ہے۔ اس طرح غامدی صاحب اجماع امت، احادیث مقدسہ اور تمام مفسرین سے مخالف راستہ اختیار کر رہے ہیں، اسی لیے ہم اس کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جاوید احمد غامدی صاحب غلط بیانی کر رہے ہیں اور پوری امت کے علماء پر بہتان باندھتے ہیں اور صریح وصحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہ اجتہادی انداز سے جو کچھ بولتے ہیں سب غلط ہے۔ ان کا اجتہاد اس قابل ہے کہ ان کے منہ پر مارا جائے یا ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے یا صحرائی قبرستان میں دفن کیا جائے۔

(جاری ہے)

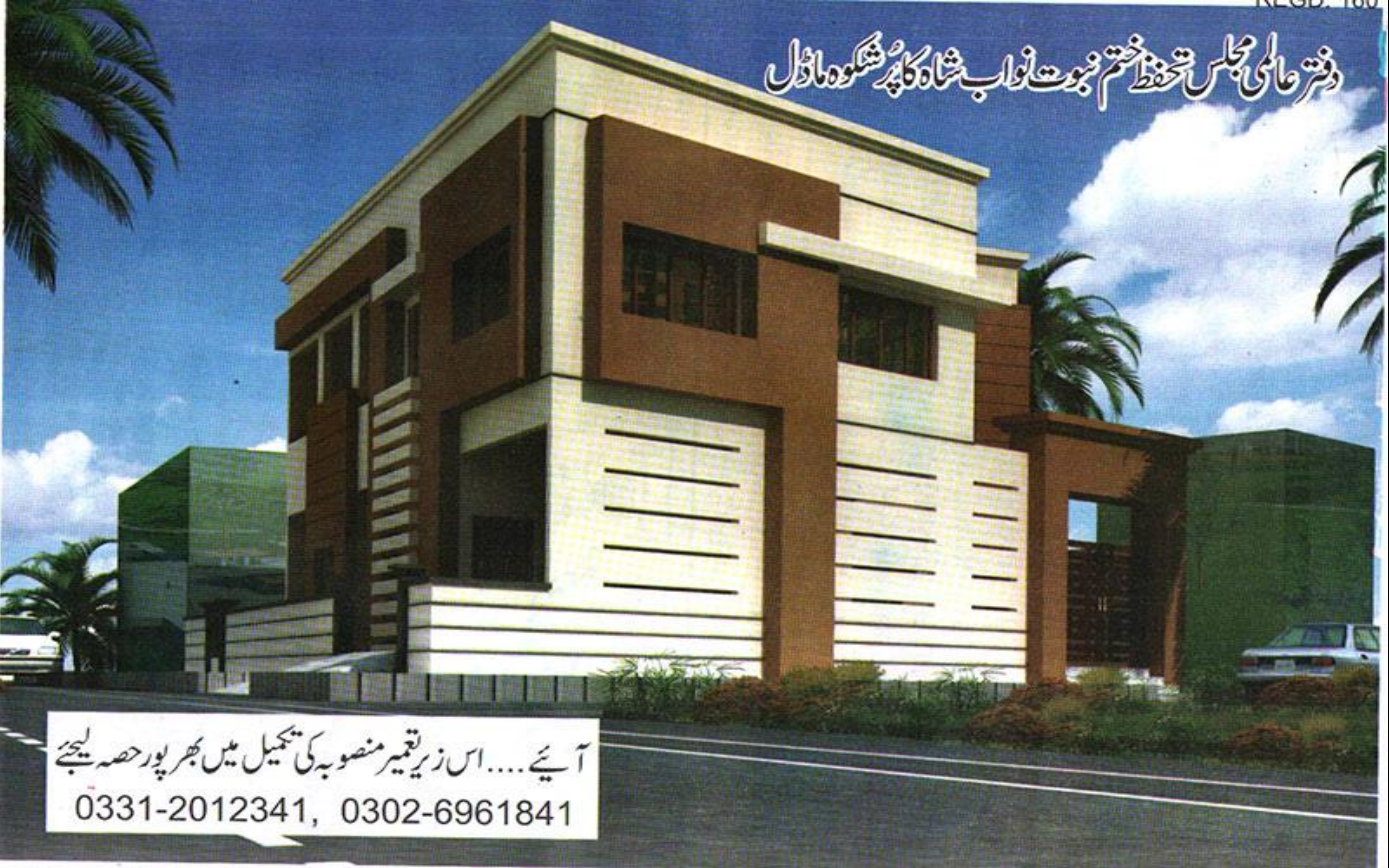
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پُرشکوہ ماڈل
آیئے.... اس زیر تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجئے
0331-2012341, 0302-6961841